توحید و سنّت کورس

تعارف بریلویت

عقیدہ بشریت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عقیدہ حاضر و ناظر

مؤلف

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت

حضرت مولانا مفتی عبدالواحد قریشی حفظہ اللہ

صوبائی امیر اتحاد اہل سنت والجماعت خیبر پختونخواہ

مدیر: ادارۃ النعمان ڈیرہ اسماعیل خان

مسجد کریمیہ، محلہ فاروق اعظم، گلی قریشیاں والی، مسلم بازار، ڈیرہ اسماعیل خان

ادارۃ النعمان رحمۃ اللہ علیہ

YouTube

Mufti Abdul Wahid Qureshi

ahnafmedia.com

03339987709

نمبر شمار	فہرستِ عنوانات	صفحہ نمبر

تعارف بریلویت

مفتی عبدالواحد قریشی حفظہ اللہ

بانی:

بریلوی فرقے کے بانی کا نام احمد رضا خان ہے۔احمد رضا ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش ضلع بانس بریلی میں 14 جون 1856ء کو پیدا ہوئے

یہ نسلاً ہندوستانی نہیں بلکہ افغانی پٹھان ہیں۔افغانستان کے شہر قندھار سے تعلق رکھنے والا ہے اوراس کے قبیلے کا نام قبیلہ بڑہیچ ہے۔

(1: ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی حصہ اول ص3 حصہ اول از ظفرالدین بہاری، خلیفہ فاضل بریلوی، ط: محمد علی کارخانہ کراچی، 2: حیات اعلیٰ حضرت ج1، ص12، ط: کشمیر انٹرنیشنل پبلیشرز اُردو بازار لاہور)

نوٹ: عام طور پر احمد رضا خان کو ''فاضل بریلوی'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

ہندوستان آمد:

جب ایرانی شیعہ حکمران نادرشاہ نے 1740ء میں افغانستان پر حملہ کیا اور وہاں شیعہ حکومت کے قائم کرنے کے بعد برصغیر میں داخل ہوا تو فاضل بریلوی کے جداعلیٰ محمد سعید خان، اپنے خاندان کے ساتھ اسی شیعہ بادشاہ کے ہمرائیوں میں ہندوستان آیا۔ہندوستانی بادشاہ محمد شاہ رنگیلا اور ایرانی شاہ نادر کے درمیان جنگ بندی کا معاہدہ ہوا جس کے بعد بادشاہ تو ایران چلا گیا،مگر اپنے دوست سعید خان کو ہندوستان میں اپنے نمائندے کے طور پر بسا گیا۔پھر اسی سعید خان کے بیٹے سعادت اللہ خان بادشاہ کے وزیر بن گئے جس کی بدولت بادشاہ نے ضلع بدایوں میں انہیں بہت سی زمینیں الاٹ کیں اور ان کے خاندان کیلئے تاحیات یہ حکم جاری کرادیا کہ ان کی نسل یہاں سے فائدہ اٹھاتی رہے فاضل بریلوی کے پردادا کاظم علی خان، نواب آصف الدولہ (شیعہ) کے وزیراعظم تھے (حیات اعلیٰ حضرت ج1، ص14 ط: کشمیر انٹرنیشنل پبلیشرز اُردو بازار لاہور

کون نواب آصف الدولہ......؟

نواب آصف الدولہ کٹر شیعہ رافضی تھا اور نوابانِ اودھ خاندان سے تعلق رکھتا تھا جو کہ اہل السنّت

والجماعت پر بہت ہی ظلم کرتے تھے اور اسی بادشاہ کے دور میں شہر لکھنو کو شیعوں کا گڑھ بنا لیا گیا تھا۔ لکھنو شہر میں محرم میں تمام سڑکوں کو ماتمی جلوسوں سے بھر دیا جاتا۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ شمالی ہندوستان میں اگر شیعت پھیلی ہے تو اس میں سب سے بڑا ہاتھ اسی بادشاہ کی حکومت کا ہے اور لکھنو میں اس کا اپنا امام باڑہ تھا جس پر اُس وقت دس لاکھ کی کثیر رقم خرچ کی گئی تھی مزید یہ کہ 1785ء میں آصف الدولہ نے اپنے زواری (عراق) کے سفر میں دریائے فرات سے ایک نہر کھدوائی جو نجف شہر میں شیعہ زواروں کو پانی پلانے کا کام دیتی ہے۔آصف الدولہ کے زمانے میں اس مسلک (شیعہ) کی سب سے زیادہ اشاعت ہوئی اس کے زمانے میں عام نظام حکومت تو بالکل ڈھیلا پڑ گیا انگریزی گرفت سخت سے سخت تر ہوگئی مگر اثنا عشری (شیعہ) مسلک کی تنظیم کی بنیادیں خوب مضبوط ہوگئیں۔ (مجموعہ رسائل حضرت شاہ صاحب دہلویؒ، مقدمہ فضیلت صحابہؓ واہلبیتؓ از ڈاکٹر ایوب قادری ص 48-46 ڈاکٹر ایوب قادری وہ شخصیت ہیں جن کو بریلویوں کے جید عالم صاحبزادہ اقبال احمد فاروقی نے بریلوی عالم بتایا ہے مجالس علماء ط: مکتبہ نبویہ دربار مارکیٹ لاہور)

فاضل بریلوی کی حقیقت اور اجمالی تعارف:۔

خاندانی بزرگوں نے اسکا نام شریف احمد رضا خان رکھا تھا۔ بڑے ہو کر خود احمد رضا (فاضل بریلوی) نے اپنا نام عبدالمصطفیٰ رکھا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی حصہ اول ص 3 حصہ اول از ظفر الدین بہاری، خلیفہ فاضل بریلوی، ط: محمد علی کارخانہ کراچی)

فاضل بریلوی کا سلسلہ نسب:

عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان بن نقی علی خان بن رضا علی خان بن کاظم علی خان ......الخ

(حیات اعلیٰ حضرت ج 1، ص 2 ط: کشمیر انٹرنیشنل پبلیشرز اُردو بازار لاہور)

نوٹ: قارون (بنی اسرائیل کا مشہور فرد) فاضل بریلوی کے آباءواجداد میں سے تھا۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ کریں۔ کتاب مولانا نقی علی خان، حیات، علمی اور ادبی کارنامے، پی ایچ ڈی مقالہ، ص 68 مؤلف ڈاکٹر محمد حسن ط: ادارہ تحقیقات احمد رضا انٹرنیشنل کراچی)

حِلیہ: شکل وشباہت

ابتدائی عمر میں آپ کا چمکیلا گندمی رنگ تھا بعد میں مسلسل محنت سے آپ کے رنگ کی آب وتاب ختم ہوگئی

بچپن ہی میں دردگردہ میں مبتلا تھے اور آخری عمر تک مبتلا رہے۔ لاغری کے سبب چہرے پر نرمی نہ تھی۔ بچپن ہی سے آنکھیں خراب تھیں اُسی زمانے میں ایک آنکھ تھوڑی سی دب گئی، ایک دومرتبہ ایسا ہوا مگر بعد میں ٹھیک ہوگئی اور اس نظر کی کمزوری کی وجہ سے ایک بار بیگم نے اِن کے سامنے دسترخوان پہ کھانا رکھا۔ بکری کا قورمہ تھا اور ساتھ روٹیاں بھی تھیں۔ بیگم واپس آئیں تو حیران ہوئیں کہ سالن کھا گئے اور روٹی نہیں کھائی۔ پوچھنے پر بتایا کہ مجھے تو نظر ہی نہیں آئی، اکثر کمر اور سر میں درد رہتا تھا اور ہفتے میں تین دورے بخار کے پڑتے تھے۔

(1: ملخصاً حیات اعلیٰ حضرت ص 20-21-279 ط: کشمیر انٹرنیشنل پبلیشرز اُردو بازار لاہور، انوار رضا ص 366، (2): ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی حصہ اول ص 64 از ظفر الدین بہاری، خلیفہ فاضل بریلوی، ط: محمد علی کارخانہ کراچی)

فاضل بریلوی کی تعلیم اور ان کے اساتذہ:

فاضل بریلوی کسی عربی مدرسے کے فاضل نہ تھے بلکہ اکثر تعلیم ان کی گھر پر ہوئی تھی۔ آپ کے پہلے استاد مرزا غلام قادر تھے ان کے بعد اپنے والد نقی علی خان سے پڑھتے رہے اور خود نقی علی خان بھی کسی مدرسے سے پڑھے ہوئے نہ تھے اور نہ آپ نے کسی مدرسے میں پڑھایا تھا اس کے باوجود بھی اپنے بیٹے کو پڑھاتے رہے اور احمد رضا خان خود کہتے ہیں کہ میں 6 سال کی عمر میں تیز ترین تقریر کرتا تھا اور 13 سال کی عمر میں مفتی بن کر فتویٰ دینے کا قلمدان سنبھال لیا بلکہ بعض بریلویوں کے مطابق جس دن اس پر نماز فرض ہوئی اسی دن فتویٰ دینے کے قابل ہو گئے تھے۔

(المیزان، امام احمد رضا نمبر ص 197، احمد رضا کا فقہی مقام، از غلام رسول سعیدی لاہور، ط: اردو پریس بمبئی انڈیا تاریخ اشاعت مارچ 1976ء)

بلکہ خود احمد رضا خان کہتے ہیں کہ 3 سال کی عمر میں فر فر عربی بولنا مجھے آ گئی تھی

(المیزان، امام احمد رضا نمبر ص 339، احمد رضا علوم وفنون کا ہمالہ از مقبول جہانگیر لندن، ط: اردو پریس بمبئی انڈیا تاریخ اشاعت مارچ 1976ء)

نوٹ: حالانکہ 3 سال کی عمر میں بچہ فر فر مادری زبان بھی نہیں بولتا، اور اُس وقت ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند کو ایک طرف رہنے دیجئے مگر اس کے علاوہ بڑی بڑی علمی درسگاہیں موجود تھیں۔ بلکہ وقت کے بڑے بڑے علماء کرام کی بھی کثرت تھی۔ احمد رضا خان ان میں سے کسی کے پاس بھی پڑھنے نہیں گئے اور

الٹا بریلوی حلقے اس پرفخر کرتے ہیں۔مرزا غلام قادر۔نقی علی خان۔عبدالعلی رامپوری اور شاہ عبدالحسین نوری کے علاوہ کسی سے نہیں پڑھا۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی حصہ دوئم ص28 ازظفرالدین بہاری،خلیفہ فاضل بریلوی،ط:محمد علی کارخانہ کراچی)

فاضل بریلوی کا کارنامہ:

بریلوی عالم قاری احمد پیلی بھیتی لکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت مسلسل 50 برس محنت کرتے رہے یہاں تک کہ مسلمان دو حصوں میں تقسیم ہوگئے بریلوی اور دیوبندی۔

(پیش لفظ سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی ص8 ط:انڈیا مؤلف میاں مانا شاہ قادری)

فاضل بریلوی کا علم،عبادت اور تقویٰ:

1) فاضل بریلوی اللہ تعالیٰ کے شاگرد تھے۔(علم سے کورے ہونے کا واضح ثبوت)

(حیات احمد رضا خان ص153،الامن والعلی ص21،ط:اکبر بک سیلرز کراچی)

2) پوری زندگی میں ایک پیسہ زکوٰۃ کا نہ دیا۔ (سیرت امام احمد رضا ص38 مولف عبدالحکیم شاہجہان پوری،ط:مکتبہ نبویہ دربار مارکیٹ لاہور)

عاشق رسول ہونے کا دعویٰ اور درود شریف پڑھتے وقت کی کیفیت:

3) بریلوی مولوی محمد حسین میرٹھی فاضل بریلوی کے بارے میں بتاتے ہیں کہ انہوں نے بتایا ایک مرتبہ رمضان المبارک میں باجماعت نماز کے آخری تشہد (التحیات) کے دوران (درود شریف پڑھتے وقت...از ناقل) امامت میرے نفس نے حرکت کی اور میرے انگرٹھے کا بند ٹوٹ گیا۔۔۔۔استغفراللہ العظیم

مزے کی بات یہ ہے کہ خود تو نماز کی قضاء پڑھ لی مگر مقتدیوں سے کہنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔

(المیزان،امام احمد رضا نمبر ص234،احمد رضا اور حزم و اتقاء از عبدالمتین نعمانی،ط:اردو پریس بمبئی انڈیا تاریخ اشاعت مارچ 1976ء انوار رضا ص75 ط:ضیاء القرآن لاہور)

نوٹ: رمضان المبارک جیسے مقدس مہینے کی باجماعت مسجد میں نمازوں کا حال بھی دیکھتے جایئے۔ افسوس آج رضاخانی لوگ علماء حق،علماء دیوبند کو درود شریف کا منکر کہتے ہیں مگر اپنی نمازوں کے حال پر کبھی غور نہیں کرتے کہ درود شریف پڑھنے والے رضاخانی طبقے کے بانی کا کیا حال تھا؟

4) فاضل بریلوی اپنے بارے میں خود لکھتے ہیں میری تو وہ حالت ہے کہ جس کیلئے فقہاء کرام سنتیں بھی معاف کر دیتے ہیں مگر میں سنتیں پڑھتا ہوں نوافل نہیں پڑھتا۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی ص385 از ظفر الدین بہاری، خلیفہ فاضل بریلوی، ط: محمد علی کارخانہ کراچی)

مطلب: تہجد، اشراق، چاشت، اوابین پڑھنے کی توفیق نہیں ہوئی کیونکہ یہ سب نوافل ہیں۔

نوٹ: یہ بات فقہاء کرامؒ پر جھوٹ ہے ہرگز فقہاء کرامؒ (ماہرین شریعت) نے یہ اصول نہیں لکھا۔

کہتے ہیں کچھ لوگ میرے رگ میں نبی نبی ‏ ‏ ‏ ‏ لیکن پڑھتے نماز ہفتے میں کبھی کبھی

نبی ﷺ کا نام سنتے ہی جھوم جاتے ہیں ‏ ‏ ‏ ‏ نبی کا حکم سنتے ہی گھوم جاتے ہیں

5) جب پیر نے حکم دیا کہ خانقاہ کی رکھوالی کیلئے اعلیٰ نسل کے 2 کتے چاہئیں تو فاضل بریلوی نے اپنے دونوں بیٹوں کو دیکھ بھال کیلئے دے دیا۔

(المیز ان، امام احمد رضا نمبر ص219، از عجاز احمد مدنی باب روحانیات، احمد رضا اور تعلیمات تصوف، ط: اردو پریس بمبئی انڈیا تاریخ اشاعت مارچ 1976ء)

6) فاضل بریلوی 5 سال کی عمر میں ایک لمبا کرتا پہنے ہوئے (جبکہ بچپن کی وجہ سے نیچے شلوار نہیں تھی) گلی میں جارہے تھے تو چند بازاری عورتوں کو سامنے سے آتا دیکھ کر (شرماتے ہوئے) کُرتے کے دامن کو آنکھوں پر ڈال دیا تو ایک عورت یہ دیکھ کر بولی واہ میاں صاحبزادے آنکھیں ڈھک لیں اور ستر کھول لیا۔

(المیز ان، احمد رضا نمبر ص232، مضمون عبدالمبین نعمانی، امام احمد رضا اور حزم واتقاء، ط: اردو پریس بمبئی انڈیا تاریخ اشاعت مارچ 1976ء)

7) بچپن کی عادت کم چھوٹتی ہے۔ (تلخیص فتاویٰ رضویہ ص432، مولف اسد قادری، ط: اکبر بک سیلرز لاہور)

8) فاضل بریلوی نے اپنے ذاتی علم کے زور پر مرد کے عضو تناسل میں 9 جوڑ ثابت کیے ہیں۔

(المیز ان، امام احمد رضا نمبر ص219، عبدالقدوس مصباحی، احمد رضا اور فقہیہ ہندوستان، ط: اردو پریس بمبئی انڈیا تاریخ اشاعت مارچ 1976ء)

نوٹ: یہ وہ علوم وفنون کی بہاریں ہیں جن کو بریلوی حلقے بڑی خوشی سے اپنی کتابوں میں شائع کرتے ہیں اور اپنی مجالس میں بڑے دھوم دھام سے بیان کر کے اس پر فخر کرتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ ربّ العزت ان کو ہدایت عطا فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

فاضل بریلوی کا شریعت کے مقابلے میں اپنی رائے کو ترجیح دینا:

حتی الا مکان (جہاں تک ہو سکے) اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

(وصایا شریف ص19,20 ط: پروگریسو بکس 40 ڈی اُردو بازار لاہور، مرتب حسنین رضا قادری)

نوٹ: گویا فاضل بریلوی بتانا چاہتے ہیں۔ دین وشریعت جو رسول پاک ﷺ لائے ہیں اس پر قائم رہنا تو اہم فرض نہیں مگر فاضل بریلوی کے دین پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ مثلاً ایک آدمی اپنے بیٹے کو بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ جگ اور گلاس سنبھال لو، اس جگ کا بھی خیال رکھنا مگر ان گلاسوں کا خیال رکھنا ہر فرض سے اہم فرض ہے کیونکہ یہ مدینہ طیبہ سے لایا ہوں، اگر کہیں ٹوٹنے لگیں تو جگ کو جانے دینا اور گلاس بچا لینا اسی طرح سمجھیں فاضل بریلوی بھی کہتے ہیں کہ دین وشریعت ہاتھ سے جائے تو جائے مگر میرے دین مذہب پر قائم ودائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

یہ بات بریلویوں کو بھی تسلیم ہے کہ فاضل بریلوی نے جو دین تیار کیا ہے وہ ساری امت کے دین سے مختلف ہے اور اتنا الگ ہے کہ اس کے تیار کرنے میں فاضل بریلوی نے ہر کسی سے اختلاف کیا ہے۔ دیکھئے بریلوی ملت کے مفتی شجاعت علی قادری لکھتے ہیں:

فاضل بریلوی نے امت میں ہر کسی سے اختلاف کیا ہے اگر یہ ثابت کر دیا جائے کہ فاضل بریلوی کے اختلاف سے کوئی فقیہ محفوظ رہا تو یہ بہت بڑی تحقیق ہوگی۔ (پیش لفظ شرح مسلم ج7 ص25 ط: فرید بک اسٹال لاہور)

اسی طرح بریلویوں کے محقق جناب غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں کہ فاضل بریلوی نے صحابہ کرامؓ، ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ) کے مؤقف سے اختلاف کیا ہے۔

(حقائق شرح مسلم ودقائق تبیان القرآن ص172-173 ط: فرید بک اسٹال لاہور)

اب آپ بتائیں کہ کیا فاضل بریلوی کا دین ومذہب جدا ہوا یا نہ، جب امت مسلمہ سے مختلف اور الگ

ہے تو پھران کا اپنا ہی ہوا تو اس اپنے دین مذہب کو چلانے کیلئے فاضل بریلوی نے رات دن زور لگایا وہ اپنی اس محنت میں کہاں تک کامیاب ہوئے۔اسی بارے میں ہم بریلوی عالم قاری احمد پیلی بھیتی کا حوالہ پہلے لکھ آئے ہیں کہ اعلیٰ حضرت مسلسل 50 برس محنت کرتے رہے یہاں تک کہ مسلمان دوحصوں میں تقسیم ہوگئے بریلوی اور دیوبندی۔ (پیش لفظ سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی ص8ط: انڈیا مؤلف میاں مانا شاہ قادری)

مطلب: گویا فاضل بریلوی 50 سال اسی محنت پر لگے رہے کہ مسلمانوں کوٹکڑے ٹکڑے کردوں تو وہ اپنی محنت میں کامیاب ہوگئے۔

فاضل بریلوی کی وفات سے چند لمحات پہلے کی وصیت:

1921ء میں فاضل بریلوی نے اپنی وفات سے پہلے یہ وصیت کی کہ اعزہ (رشتہ داروں) سے اگر بطیب خاطر ممکن ہوتو ہفتہ میں 3,2 باران اشیاء سے بھی کچھ دیا کریں۔دودھ کا برف خانہ ساز (گھر پہ تیار شدہ آئسکریم) اگرچہ بھینس کا دودھ ہو۔مرغ کی بریانی،مرغ پلاؤ خواہ بکری کا ہو۔ شامی کباب۔پراٹھے اور بالائی۔فیرنی۔اُردکی پھریری دال مع ادرک ولوازم (سبزی،چٹنی،رائتہ،سلاد وغیرہ) گوشت بھری کچوریاں (مٹن سموسے،کتلمے) سیب کا پانی (جوس) انار کا پانی (جوس) سوڈے کی بوتل۔(تا کہ ہاضمہ خراب نہ ہو) (وصایا شریف ص9ط: پروگریسو بکس 40ڈی اُردو بازار لاہور،مرتب حسنین رضا قادری)

نوٹ: اسی وصیت پر تبصرہ کرتے ہوئے عظیم شاعر مولانا ظفر علی خانؒ نے کہا تھا

تربتِ احمد رضا خان پر چڑھاوا ہے فضول
جب تک اس میں ماش کی دال اور بالائی نہ ہو

فاضل بریلوی کی بے باک زبان:۔

نوٹ: فاضل بریلوی کی بدزبانی بیان کرنا مقصود نہ ہوتا تو ہم کبھی یہ حوالا جات تحریر نہ کرتے۔

1) دیوبندیوں کا خدا رنڈیوں کی طرح زنا کرائے ورنہ دیوبند کے چکلے والیاں اس پر ہنسیں گی کہ نکھٹو تو ہمارے برابر بھی نہ ہوسکا۔کاہے پر خدائی کا دم مارتا ہے۔ (اللہ جھوٹ سے پاک ہے ص164ط: نوری بک لاہور)

2) سنت کا گھوڑا جب بدعت کی گدھی پر آیا تو ندوے کا خچر پیدا ہوا۔(ندوہ کے علماء مراد ہیں)۔

(فاضل بریلوی کا شاعرانہ کلام، حدائق بخشش حصہ 3 ص32 ط: کتب خانہ اہلسنت جامع مسجد ریاست پٹیالہ انڈیا)

ے دیکھئے لفظ سنت کی کتنی توہین کی جارہی ہے اور پھر بھی عشقِ رسولؐ کا دعویٰ۔۔۔۔۔واہ

حکیم الامت مجدّد الملّت حضرت مولانا الشاہ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے:

3) ہم نے کیسا چکھایا ڈنڈا کیوں، پھراوچھل کر پلان چھوڑیں گے۔ استغفر اللہ العظیم

(فاضل بریلوی کا شاعرانہ کلام، حدائق بخشش حصہ 3 ص92 ط: کتب خانہ اہلسنت جامع مسجد ریاست پٹیالہ انڈیا)

4) مرتد بچوں سے حمل کروانے والی اشرف علی تھانویؒ بچوں کی گڑیا ہے۔اے حاملہ تو اپنے پلّوں کو اچھے لوگوں میں بھونکنے سے روک لے۔اے شیطان کی کُتیا تو خود بھونک۔ استغفر اللہ العظیم

(فاضل بریلوی کا شاعرانہ کلام، حدائق بخشش حصہ 3 ص89 ط: کتب خانہ اہلسنت جامع مسجد ریاست پٹیالہ انڈیا)

5) دیوبندیوں کی کتابیں اس قابل ہیں کہ ان پر پیشاب کرنا پیشاب کو مزید ناپاک بنا دینا ہے۔استغفراللہ

(حاشیہ، اللہ جھوٹ سے پاک ہے ص94 ط: نوری بک لاہور)

نوٹ: یہ تمام باتیں آستانہ بریلی کی بدزبانی پر کھلی شہادت (گواہی) ہے۔

ے عمر بھر غالب یہی بھول کرتا رہا ۔۔۔ دُھول چہرے پہ تھی اور آئینہ صاف کرتا رہا

بریلویت کی قسمیں: 1) رضاخانی 2) ریلوی

1) رضاخانی:

یہ وہ لوگ ہیں جو غیر اللہ سے مدد طلب کرتے ہیں مثلاً اُن سے اولاد اور حاجات مانگتے ہیں۔انبیاء کرامؑ کے انسان ہونے کے منکر ہیں۔انبیاءؑ اور اولیاء کرامؒ کیلئے علمِ غیب کلی مانتے ہیں اور انکو ہر چیز پر ہر وقت قادر اور اختیار رکھنے والا تسلیم کرتے ہیں جو لوگ اِن کے خودساختہ عقائد و مسائل تسلیم نہ کریں اُن کو اور خصوصاً علمائے دیوبند کو کافر و مرتد بتاتے ہیں اور جو دیوبند والوں کو کافر نہ کہے رضاخانیوں کے نزدیک وہ بھی کافر ہے۔ (تفصیل کیلئے فاضل بریلوی کی کتابیں: حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین، تمہید الایمان وغیرہ دیکھیں)

نوٹ: آج کل بریلویوں کے تقریباً تمام مولوی رضا خانی ہیں۔

2) ریلوی: یہ وہ لوگ ہیں جن کو عقائد وغیرہ کا کچھ پتہ نہیں مگر جہالت میں اپنے مولویوں کے ساتھ یعنی صرف ریلے میں رَلے ہوئے ہیں۔

نوٹ: آج کل بریلویوں کی تقریباً اکثریت یہی ریلوی ہیں۔۔

علمائے کرام اور مفتیانِ عظام کی نظر میں بریلویت کا مقام:

ان تمام غلط عقائد، خود ساختہ مسائل کی بنیاد پر علماء کرام نے احتیاط کے پیش نظر امت کو ان کے شر سے بچانے کیلئے یہ فتویٰ صادر فرمایا ہے کہ یہ اختلافات کوئی چھوٹے اور عام سے (فروعی) نہیں ہیں بلکہ اصولی، حقیقی اور اعتقادی ہیں جنکو بڑے اختلافات کہا جاتا ہے۔

لہٰذا ان عقائد و مسائل کو ماننے والا اہل السنّت والجماعت کے مسلک سے خارج اور گمراہ ہے۔۔۔

اور اگر کوئی شخص ان تمام باتوں کو جاننے کے بعد بھی ایسے لوگوں کو اہل السنّت والجماعت کے مسلک میں شمار کرتا ہے تو یہ اس کی واضح گمراہی ہے۔

(خلاصہ فتویٰ دالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارن پور، بحوالہ آپ کے مسائل اور ان کا حل اضافہ وتخریج شدہ ایڈیشن، باب، سنت وبدعت ج 1، ص338، 342 ط: مکتبہ لدھانوی کراچی)

جھوٹ سے پردہ اٹھایا تو برا مان گئے

عمر بھر کرتے رہے شوق سے شرک و بدعت : ہم نے توحید کا بتایا تو برا مان گئے
کون مردود ہے گستاخ رسول عربی ﷺ : آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے
وہ کریں قتل تو کوئی چرچا نہیں ہوتا : ہم نے بس آہ کیا تھا تو برا مان گئے
کونڈے فاتحہ شبرات اور میلاد نبی : ان کو بدعت بتایا تو برا مان گئے
مانگتے رہتے ہیں امداد وسدا غیروں سے : ہم نے اللہ کو پکارا تو برا مان گئے

عقیدہ بشریت النبی ﷺ

مفتی عبدالواحد قریشی حفظہ اللہ

مسلک اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ:

انبیاء کرام اعلیٰ درجے کے انسان ہوتے ہیں ان کا مادہ خلقت مٹی مبارک ہے، نور نہیں، جبکہ نور ہدایت ہونا ان کی صفت ہے، یعنی حضرات انبیا کرام اللہ تعالیٰ کے حکم سے مخلوق خدا کو ہدایت کی راہ دکھاتے ہیں ۔آپ ﷺ کا افضل البشر، سید البشر، اکمل البشر ہونا ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے۔

آپ ﷺ کے انسان ہونے سے انسانیت اشرف المخلوقات بنی ہے۔

اہل بدعت کا عقیدہ:

بریلویوں کے نزدیک انبیاء کرامؑ نور سے پیدا ہوتے ہیں ان کو بشر کہنا کفر ہے۔اور یہ کافروں کا طرز ہے ۔بس صرف لباسِ بشری میں تشریف لاتے ہیں۔گویا یہ انبیاء کرام کے انسان ہونے کے منکر ہے

بریلویوں کے چند بڑے بڑے علماء کے حوالہ جات

1) فاضل بریلوی نے اپنے شاعرانہ کلام میں لکھا ہے

''نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی''، یعنی حضور پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کا ہی ٹکڑا ہے۔

(حدائق بخشش حصہ اول ص62 ط: کتب خان اہل السنّت جامع مسجد ریاست پٹیالہ انڈیا)

2) احمد سعید کاظمی یوں لکھتے ہیں نبی کی خلقت نور سے ہے۔بشریت ایک لباس ہے۔

(مقالات کاظمی ج1 ص75 ط: مکتبہ فریدیہ ساہوال)

3) مفتی احمد یار خان نعیمی یوں لکھتے ہیں۔اب جو نبی کو بشر (انسان) کہے وہ کافر ہے۔

(تفسیر نور العرفان سورۃ قمر آیت 24، شعراء 153 کی تفسیر ط: نعیمی کتب خانہ گجرات)

4) مفتی احمد یار خان نعیمی مزید یوں لکھتے ہیں۔ان کو بشر ماننا ایمان نہیں۔

(تفسیر نعیمی سورۃ بقرۃ آیت 3 کی تفسیر، ط: مکتبہ اسلامیہ لاہور)

5) مولوی نعیم الدین مرادآبادی لکھتے ہیں۔قرآن پاک میں جابجا انبیاء کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیاہے۔ (تفسیر خزائن العرفان سورۃ بقرۃ آیت 9، ط: ضیاء القرآن لاہور)

6) مولوی عبدالرشید رضوی لکھتے ہیں۔اب جو نبی کو بشر (انسان) کہے وہ کافر ہے۔
(رُشد الایمان فی دورۃ الحدیث والقرآن، باب 8، مسئلہ نور و بشر ص 45 ط: مکتبہ رضویہ سمندری، فیصل آباد)

7) خواجہ قمرالدین سیالوی لکھتے ہیں۔جو ذات اقدس سب سے پہلے بشر (ابولبشر، آدمؑ) سے بھی پہلے موجود ہو اس مقدس ہستی کو بشر کہنا یا ماننا کس طرح صحیح ہے؟ (انوار قمریہ ص 94، ط: جامعہ قمرالاسلام کراچی)

8) مفتی احمد یار خان نعیمی یوں لکھتے ہیں:

لباس آدمی پہنا جہاں نے آدمی جانا
مزمل بن کے آئے تھے تَجَلّٰی بن کے نکلیں گے

(مواعظ نعیمیہ حصہ اول ص 119 وعظ نمبر 23 ط: مکتبہ اسلامیہ لاہور)

9) مفتی فیض احمد اویسی لکھتے ہیں:

بجاتے تھے جو اِنِّیْ عَبْدُہ‘ کی بانسری ہر دم
خدا کے عرش پر اِنِّیْ اَنَا اللّٰہ بن کے نکلیں گے

(شہد سے میٹھا نام محمد ص 205 ط: کتب خانہ اویسی سیرانی روڈ بہاولپور)

10) مولوی محمد یار فریدی لکھتے ہیں:

حقیقت جن کی مشکل تھی تماشا بن کے نکلیں گے
جسے کہتے ہیں بندہ قُلْ ھُوَ اللّٰہ بن کے نکلیں گے

(دیوان محمدی ص 149 ط: آستانہ عالیہ گڑھی اختیار خان راجن پور)

نوٹ: اگر بعض بریلوی حضرات یوں کہیں یا لکھ دیں کہ ہم تو عقیدہ بشریت کے قائل ہیں۔تو انہیں کہا جائے گا۔کہ تمہارے جن اکابرین نے عقیدہ بشریت رکھنے والوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے پہلے پہل وہی

فتویٰ آپ پہ لگے گا۔ مسلمان کو کافر کہنے والا تو خود کافر ہو جاتا ہے۔ اسی لیے عقیدہ بشریت بیان کرنے سے پہلے خود اپنے اور اپنے اکابرین کے بارے میں سوچ لیجئے پھر فیصلہ دیجئے اور اگر بعض بریلوی اس بات پر ڈٹے رہیں کہ آپ ﷺ نور ہی ہیں انسان نہیں تو ان کو ان کے بانی کا حوالہ پیش کریں کہ احمد رضا خان لکھتے ہیں آپ ﷺ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، ایک ہی مٹی سے پیدا کئے گئے

(السنیۃ الانیفہ فی فتاویٰ افریقہ ص82 مسئلہ نمبر63 ط: شبیر برادر اردو بازار لاہور)

اب غور کریں ادھر تو آپ لوگوں کے بڑے احمد رضا خان آپ ﷺ کو انسان مان رہے ہیں ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

اے چشمِ اشک بار ذرا دیکھ تو سہی ۔۔۔ یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

حقیقی معاملہ: بریلوی علماء نے عقیدہ بشریت النبی ﷺ پر اپنی کتب اور اپنے بیانات میں ایسی ایسی متضاد باتیں پیش کر دی ہیں کہ اب بریلویوں کی عوام اس مسئلہ میں سخت پریشان ہے کہ کس کو سچا اور کس کو جھوٹا کہا جائے؟ گویا اب انکی عوام کا یہ حال ہے کہ: اِدھر ٹا کا اُدھر اُدھڑا، اُدھر ٹا کا اِدھر اُدھڑا

نوٹ:۔ دنیا میں تین بڑی مخلوقات ہیں۔

1) جن 2) فرشتے 3) انسان

انسان کیلئے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا رتبہ بنایا ہے۔ خود قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْم. (سورۃ التین، آیت: 4)

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو خوب سے خوب اندازے پر بنایا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔ **وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ** (سورۃ بنی اسرائیل، آیت: 70)

کہ ہم نے ہر انسان کا اکرام کر دیا ہے یعنی عزت دے دی ہے۔

تو ان تینوں مخلوقات میں سب سے بڑا رتبہ انسان کا ہے اسی لیے انسان کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے

اورانسان کو بڑا رتبہ دینے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ حضورﷺ انسان بن کرتشریف لائے۔

ایک دلچسپ حقیقت

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ فرماتے ہیں:

بعض اوقات بریلوی لوگ سوال کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نور ہیں یا بشر؟ تو بہت آسانی سے اسکا جواب دیا جاسکتا ہے کہ آپ کے سوال کی ترتیب غلط ہے اس کی ترتیب درست کریں کیونکہ نور اور بشر ایک دوسرے کے مقابل سوال میں لانا درست نہیں بلکہ سوال یوں ہونا چاہئے کہ آپ ﷺ نور (ہدایت) ہیں یا ظلمت (گمراہی) یا سوال یوں ہونا چاہئے کہ آپ ﷺ جن ہیں یا انسان (بشر) تو ہم جواب دیں گے آپ ﷺ گمراہی اور ظلمت ہرگز نہیں ہیں بلکہ نور ہدایت ہیں اور جن ہرگز نہیں بلکہ اعلیٰ درجے کے انسان کامل ہیں سوال اس طرح صحیح بنتا ہے اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا کریں۔

(ملخصاً تفسیر محمود، ج:1،ص:458،تحت سورۃ آل عمران، آیت 179،ط: جمعیت پبلیکیشنز اُردو بازار لاہور)

قرآن پاک سے انبیاء کرام کے انسان ہونے کے دلائل

1) مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ. (سورۃ آلِ عمران، آیت:79)

ترجمہ: یہ کسی بشر کا کام نہیں کہ اللہ تو اِسے کتاب اور حکمت اور نبوت عطاء کرے اور وہ اِس کے باوجود لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔

نوٹ: تو پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت ہمیشہ اعلیٰ درجے کے انسانوں کو عطاء فرمائی ہے نبوت مل جانے سے اس انسان کی حیثیت بڑھ جاتی ہے یہاں تک کہ وہ امت کا سردار بن جاتا ہے۔

2) وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى . (سورۃ یوسف آیت:109)

ترجمہ: آپ سے پہلے ہم نے جتنے (پیغمبر) بھیجے وہ مرد ہی تھے کہ جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے (اور وہ

)بستیوں کے رہنے والے تھے۔

3) قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلاً. (سورۃ بنی اسرائیل،آیت:93)

ترجمہ:(اے پیغمبرﷺ) کہہ دو کہ میرا اللہ پاک ہے بے شک مجھ کو انسان رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

4) وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا.

(سورۃ بنی اسرائیل،آیت:93)

ترجمہ:اور جب اِن لوگوں کے پاس ہدایت کا پیغام آیا تو اِن کو ایمان لانے سے اسی بات نے تو روکا کہ وہ کہتے تھے کیا اللہ نے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے......؟

5) قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا (سورۃ بنی اسرائیل:95)

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ زمین میں اگر فرشتے مطمئن ہو کر چلتے تو ہم آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے۔

6) قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (سورۃ الکہف،آیت:110)

ترجمہ: کہہ دو کہ ”میں انسان ہوں جیسے تم انسان ہو (البتہ) مجھ پر یہ وحی آتی ہے کہ تم سب کا خدا بس ایک خدا ہے۔

7) اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ. (سورۃ الحج،آیت:75)

ترجمہ: اللہ،فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول منتخب کرتا ہے۔

8) اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ. (سورۃ ص،آیت:71)

ترجمہ: جب تیرے رب نے فرشتوں کو کہا کہ میں مٹی سے بشر پیدا کرنے والا ہوں۔

9) وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِىَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ط اِنَّهٗ عَلِىٌّ حَكِيْمٌ. (سورۃ الشوریٰ آیت:51)

ترجمہ: کسی آدمی کیلئے یہ طاقت نہیں کہ اللہ پاک سے باتیں کرے مگر وحی کے ذریعے یا پردے کے پیچھے یا کسی (فرشتے) کے اللہ تعالیٰ کے حکم پر پیغام دینے سے جو وہ چاہتا ہے بے شک وہ بلند اور حکمت والا ہے

نوٹ:۔ اس آیات سے یہ سمجھ آیا کہ جن پیغمبروں پر اللہ پاک وحی اتارتے ہیں انسان ہوتے ہیں اور یہ کافروں کا طرز تھا کہ وہ نبوت کو انسانیت سے باہر کی چیز سمجھتے تھے اور ان کی سوچ تھی کہ انسان کبھی نبی نہیں بن سکتا جو سوچ آج کے بریلویوں کی ہے قرآن پاک میں کافروں کی اس سوچ پر اللہ پاک نے انکار فرمایا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

10) كَانَتْ تَّأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا. (سورۃ التغابن، آیت:6)

ترجمہ: اُن کے پاس اُن کے پیغمبر روشن دلائل لے کر آتے تھے تو وہ کہتے تھے کہ کیا (ہم جیسے) انسان ہیں جو ہمیں ہدایت دیں گے؟ غرض انہوں نے ماننے سے انکار کیا اور منہ موڑا۔

نوٹ:۔ اہل السنّت والجماعت کے نزدیک ان سب آیات کی یہی تفسیر ہے کہ انبیاء کرامؑ نورِ ہدایت ہونے کے ساتھ سید البشر یعنی اعلیٰ درجے کے انسان کامل ہوتے ہیں کیونکہ آج تک کسی سُنی مفسر نے آپ ﷺ سمیت تمام انبیاء کرام میں سے کسی ایک نبی کی بشریت کا انکار نہیں کیا۔

احادیث مبارکہ سے انبیاء کرام کے انسان ہونے کے دلائل

1) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک ﷺ نماز پڑھا رہے تھے اور نماز میں بھول ہوگئی جب حضور پاک ﷺ نے سجدہ سہو کرلیا اور سلام پھیرا تو فرمانے لگے۔ **اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ، اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِىْ.**

(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب التوجه نحو القبلة حيث كان ج1 ص58 ط: قدیمی کراچی)

ترجمہ: میں بھی انسان ہوں جیسے تم انسان ہو، میں بھی بھولتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلایا کرو۔ (یعنی انسان ہونے میں برابر ہیں نہ کہ مرتبے میں)

2) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا اِنَّمَا اَنَا بَشَر ''مِّثْلُکُمْ. میں انسان ہوں جیسے تم انسان ہو (صحیح مسلم کتاب المساجد باب النھی عن نشد الضالة فی المسجد ج1 ص212 ط: قدیمی کراچی)

3) حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ اَيُّهَا النَّاسُ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرُ ' اے لوگو میں بھی انسان ہوں۔ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل علی ابن ابی طالب ج2 ص279 ط: قدیمی کراچی)

4) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنَّمَا مُحَمَّد '' بَشَر '' يَّغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ ۔۔۔۔فَاجْعَلْ ذَلِكَ كَفَارَةً لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من لعنہ النبی ﷺ ج2 ص324 ط: قدیمی کراچی)

ترجمہ: اے اللہ میں محمد ﷺ بھی ایک بشر یعنی انسان ہوں میں بھی دوسرے انسانوں کی طرح غصہ کر لیتا ہوں یا اللہ اگر میں کسی پر غصہ کرلوں اور وہ بے قصور ہو تو اس شخص کیلئے قیامت میں اس کو گناہوں کا کفارہ بنا دینا (یعنی اس کو بخش دینا)۔

5) حضرت انس ابن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا! قبر میں فرشتہ سوال کرتا ہے مَاكُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ یعنی تو اس انسان کے بارے میں کیا کہتا ہے......؟ تو آگے مومن جواب دیتا ہے اَشْهَدُاَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ . میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی عذاب القبر ج1 ص184 ط: قدیمی کراچی)

صحابہ کرامؓ کا عقیدہ بشریت

1) حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں فَقَالَ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰه۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب ابی بکرؓ ج1 ص520 ط: قدیمی کراچی)

ترجمہ: (مشرکین کے ظلم کرنے پر فرمایا) کیا اِس آدمی کو قتل کر رہے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

2) حضرت جابرؓ سے روایت ہے اَرَى اللَّيْلَةَ رَجُلُ 'صَالِح '' ......فَلَمَّاقُمْنَامِنْ عِنْدِرَسُوْلِ اللّٰهِ

قُلْنَااَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (مشکوٰۃ باب مناقب ھولاء الثلاثۃ ج2ص563ط:المیزان لاہور)

ترجمہ: سیدنا جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک نیک آدمی نے خواب دیکھا ہے...... جب ہم مجلس سے اٹھے تو ہم نے کہا کہ نیک آدمی سے مراد خود حضور پاک ﷺ ہیں۔

3) اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ اپنی جوتی مبارک اور اپنے کپڑوں کو خود سی لیا کرتے تھے اور گھر میں کام کیا کرتے مثلاً بکری کا دودھ دوھ لیتے اور اپنی جان کی خدمت خود کر لیا کرتے تھے۔ وَقَالَتْ كَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ کیونکہ آپ ﷺ ایک انسان تھے۔

(مشکوٰۃ کتاب الفتن باب فی اخلاقہ و شمائلہؐ ج2ص520ط:المیزان لاہور،الشمائل المحمدیہ ﷺ (شمائل ترمذی) باب ماجاء فی تواضع رسول اللہؐ ص23ط:قدیمی کراچی)

4) حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًامَرْبُوْعاً.

یعنی آپ علیہ السلام میانہ قد آدمی تھے۔ (الشمائل المحمدیہ ﷺ (شمائل ترمذی) باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ ص1ط:قدیمی کراچی)

5) حضرت عبداللہ بن عمروؓ قوم قریش کے صحابہ کرامؓ کی حدیث پاک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رَسُوْلُ اللّٰهِ بَشَر'' يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّ ضَا (سنن ابی داود، کتاب العلم، باب کتابت العلم ج2ص158ط:ایچ ایم سعید کراچی)

ترجمہ: حضور پاک ﷺ بھی انسان ہے۔ بات فرمانے میں غصہ بھی کرتے ہیں اور راضی بھی رہتے ہیں۔

امت مسلمہ کے ایسے اولیاء کرامؒ (جن کی ولایت کو بریلوی حلقے بڑی عقیدت سے تسلیم کرتے ہیں) کا حضور ﷺ کو انسان بتانا

1) حضرت عکرمہؒ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ بَشَر'' کہ حضور پاک ﷺ بشر (یعنی انسان) تھے۔

(مقدمہ سنن دارمی، باب فی وفاۃ النبی ﷺ ج1،ص53،ط:دارالکتاب العربی بیروت لبنان)

2) قاضی عیاض مالکیؒ: فَمُحَمَّد'' ﷺ وَسَائِرُ الْاَنْبِيَاءِ مِنَ الْبَشَرِ اُرْسِلُوْا اِلَى الْبَشَرِ لِتَبْلِيْغِ مَا اَمَرَ هُمُ اللّٰهُ بِهِ حضور ﷺ سمیت تمام انبیاء کرام انسان تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے پاس احکامات کی تبلیغ کرنے کیلئے بھیجا تھا۔ (شرح الشفاءج3ص542فصل فیما یلزم من دخل مسجد النبی ﷺ من الادب ،القیسم الثالث فیما یجدللنبی ﷺ ط:تالیفات اشرفیہ ملتان)

3) علامہ خفاءجیؒ بھی یہی فرماتے ہیں۔ 4) ملا علی قاریؒ بھی یہی فرماتے ہیں۔

(شرح الشفاءج3ص542فصل فیما یلزم من دخل مسجد النبی ﷺ من الادب ،القیسم الثالث فیما یجدللنبی ﷺ ط:تالیفات اشرفیہ ملتان)

5) امام کردریؒ: حضور پاک ﷺ بشر تھے مگر اللہ نے انہیں بڑا رتبہ عطا فرمایا تھا۔ (فتاویٰ بزازیہ ج6ص311)

6) مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ: انبیاء کرامؑ نفس انسانیت (یعنی انسان ہونے میں) لوگوں کے برابر ہیں۔ حقیقت اور ذات میں سب متحد ہیں۔ تفاضل یعنی ایک کا دوسرے سے افضل ہونا صفاتِ کاملہ کے اعتبار سے۔ (مکتوبات امام ربانیؒ ج2،ص666،حصہ چہارم، دفتر اول مکتوب266ط:مدینہ بک کمپنی بندر روڈ کراچی)

7) شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ: آپ ﷺ کے اسماء گرامی میں ایک نام بشر بھی لکھا ہے۔

(مدارج النبوۃ ودرجات لافتوت (اردو) ج:1،ص:505،باب:7،اسماء مصطفیٰ،فصل،چار صد سے زائد اسماء گرامی،ط:علم وادب،الکریم مارکیٹ،اردو بازار لاہور)

نوٹ:1) بریلویوں کے نزدیک جو آدمی حضور پاک ﷺ کو بشر مانے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ مگر قرآن پاک میں تو متعدد جگہ اللہ تعالیٰ نے حضور پاک ﷺ کو بشر فرمایا ہے اور یہ آیات قرآنی حضرت جبرائیلؑ کے ذریعہ حضورؐ پر نازل کی ہیں۔ تو اب اللہ تعالیٰ اور جبرائیلؑ کے بارے میں بریلوی کیا فتویٰ دیں گے؟

2) حضور پاکؐ نے جو بہت سی احادیث میں خود کو بشر فرمایا ہے تو اس کے بارے میں آپ کیا خیال ہے؟

3) صحابہ کرامؓ اور اولیاؒء امت جو حضور اکرم ﷺ کو بشر فرما رہے ہیں تو ان لوگوں میں کون کون گستاخِ رسول ﷺ اور کافر ہے؟ نعوذ باللہ من ذالک۔

لیکن سچی بات یہ ہے کہ عقیدہ بشریت میں کوئی تھوڑی سی بھی توہین ہوتی تو قرآن پاک روک دیتا جیسے رَاعِنَا کے لفظ کو بولنے سے روک دیا تھا اور صحابہ کرامؓ کو منع کر دیا اس بنیاد پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ کو سید البشر تسلیم کرنا شریعت کی تعلیم ہے۔

نور بشر کے مسئلے پر بریلویوں کے مؤقف اور ان کے آسان جواب

بریلویوں کے نزدیک انبیاء کرامؑ نور سے پیدا ہوتے ہیں اسی لیے نبی انسان نہیں بلکہ نور ہیں اور اپنے اس دعویٰ کے ثابت کرنے کے لئے وہ لوگ چند اعتراضات پیش کرتے ہیں اور کبھی وہ آیت پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں جن میں نور کا لفظ استعمال ہوا ہے مثلاً

اعتراض 1) قَدْجَاءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ. (سورۃ المائدہ آیت نمبر 15)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس نور اور کھلی کتاب آ چکی ہے۔

بریلوی کہتے ہیں دیکھو اس آیت میں حضور پاک ﷺ کو نور فرمایا گیا ہے۔

اعتراض:2) اسی طرح حدیث پاک میں آتا ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِی کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نور کو پیدا فرمایا۔

ج1: اس آیت یا حدیث پاک سے ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ لباس بشر میں ہے انسان نہیں بلکہ صرف نور ہیں۔ آیت قرآنی میں جو لفظ نور آیا ہے اس سے مراد حضور ﷺ کو نور ہدایت ہونا ہے کہ آپ ﷺ گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر اسلام کی روشنی کی طرف لانے والے ہیں۔ اور یہ بات مسلک بریلوی کے ترجمان مولوی غلام رسول سعیدی بھی مانتے ہیں ۔ (تبیان القرآن ج3،ص139 ط: فرید بک اسٹال لاہور)

اور حدیث پاک کہ سب سے پہلے آپ ﷺ کا نور پیدا فرمایا گیا اگر اس حدیث کو پورا مانا جائے تو بات صاف ہو جاتی ہے۔ عظیم محدث، فقہ حنفیہ کے ترجمان حضرت ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں فِی رِوَایَۃٍ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ رُوْحِی وَمَعْنَا ھُمَا وَاحِد'' فَاِنَّ الْاَرْوَاحَ نُوْرَانِیَّۃ''، اَیْ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنَ الْاَرْوَاحِ رَوْحِیْ کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور یعنی میری روح کو پیدا فرمایا

(مرقات المفاتیح، کتاب الایمان باب الایمان بالقدر، الفصل الثانی رقم الحدیث 94، تحت حدیث ان اول ما خلق اللہ القلم عن عبادہ بن الصامت، ج1 ص270، ط: دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

تو اب بریلویوں کا دعویٰ ہی ٹوٹ گیا کہ دعویٰ تھا جسم مبارک نور ہے۔ اور دلیل میں روح مبارک والی حدیث لے آئے۔ جس کو ہم بھی مانتے ہیں کہ سب سے پہلے آپ ﷺ کی روح مبارک پیدا کی گئی مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ انسان نہیں یقیناً آپ ﷺ ایک اعلیٰ درجے کے انسان بلکہ تمام مخلوقات کے سردار ہیں۔

ج2: اگر حضور ﷺ کو صرف نور مانا جائے تو یہ ایک بے وقوفی ہوگی کیونکہ نور کسی کی اولاد نہیں اور نہ ہی

نور کے ماں باپ ہوتے ہیں اور نہ نور کی آگے اولاد ہوتی ہے اور نہ نور کی بیویاں ہوتی ہیں، نور کو سردی اور گرمی بھی نہیں لگتی۔ نور کو نیند بھی نہیں آتی اور نہ ہی نور پیدا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ اس کے برعکس ہر کوئی مانتا ہے کہ حضور ﷺ کے والدین تھے۔ والد کا نام حضرت عبداللہؓ اور والدہ کا نام حضرت آمنہؓ ہے۔ دادا کا نام شیبۃ الحمد (عبدالمطلب) اور دادی کا نام فاطمہ بنت عمرو اور نانے کا نام حضرت وھب اور نانی کا نام حضرت برہ ہے۔ آپ ﷺ کی اولاد میں تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ بیٹوں کے نام حضرت عبداللہؓ، حضرت قاسمؓ، حضرت ابرہیمؓ ہیں۔ بیٹیوں کے نام حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ حضرت ام کلثومؓ، حضرت فاطمہؓ ہیں۔ حضور ﷺ کو نیند بھی آتی تھی۔ سردی، گرمی بھی محسوس کرتے تھے اور حضور ﷺ کی پیدائش بھی ہے۔ کافروں نے آپ ﷺ پر جادو بھی کیا جس کے اثر کو ختم کرنے کیلئے اللہ پاک نے قرآن پاک کی آخری 2 سورتیں (سورۃ الفلق، سورۃ الناس) نازل فرمائیں لہذا یہ سارے معاملات نور کے ساتھ کیسے ہو سکتے ہیں؟

اعتراض:3) خلیفہ سوئم حضرت عثمانؓ کو حضور ﷺ کی دو بیٹیاں ملی ہیں اس وجہ سے ان کو ذوالنورینؓ (2 نوروں والا) کیوں کہا جاتا ہے؟

ج: اس سے بھی مراد نور ہدایت ہونا ہے (جیسا کہ ابھی ذکر ہوا) ورنہ اگر ان کو صرف نور کہا جائے تو ان کی تو شادیاں بھی ہوئیں جبکہ نور کی شادی نہیں ہوتی والدین اور خاندان بھی نہیں ہوتا۔

اعتراض:4) بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا سایہ نہیں تھا تو پتہ چلا کہ آپ ﷺ نور ہیں ورنہ انسان کا تو سایہ ہوتا ہے۔

ج: آپ ﷺ کا سایہ تھا اسکا ثبوت کئی احادیث صحیحہ میں موجود ہے مثلاً

i) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ایک بار نماز کے دوران میرے آگے دوزخ پیش کی گئی تو میں نے اس آگ کے روشن ہو جانے میں اپنا سایہ دیکھا۔

(مستدرک حاکم، کتاب الفتن والملاحم، حدیث نمبر 8456، باب التناکح فی الطریق من علامات الساعۃ ج 5، ص 648، ط: دارالمعرفہ بیروت لبنان)

ii) حضرت زینبؓ اور حضرت عائشہؓ دونوں ام المومنین سے روایت موجود ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کو گھر میں داخل ہوتے وقت سایہ دیکھا ہے۔ (مسند احمد، حدیث نمبر 24883، ج 17، ص 486، حدیث نمبر 26128، ط: دار الحدیث قاھرہ مصر)

نوٹ: بعض اوقات آپ ﷺ کا سایہ بطور معجزہ ختم کر دیا گیا تھا، ہمیں اس سے انکار نہیں ہے مگر اس سے آپ ﷺ کو انسانیت سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔ خلاصہ جو آپ ﷺ کو انسان نہیں مانتا ہم اسکو بھی انسان نہیں مانتے۔ اب اس کی مرضی ہے نوری بنے یا نورانی

عقیدہ خاصہ باری تعالیٰ حاضر و ناظر

مفتی عبدالواحد قریشی حفظہ اللہ

مسلک اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ:

اللہ تعالیٰ ہر جگہ، ہر وقت حاضر و ناظر ہے، زمین و آسمان، کائنات کا ہر ذرّہ اس سے پوشیدہ نہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ مخلوق میں کسی کو ہر جگہ، ہر وقت حاضر (موجود) ناظر (دیکھنے والا) ماننا صحیح نہیں ہے۔

اہل بدعت کا عقیدہ:

بریلوی فرقہ کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرامؑ ، اولیاء کرامؒ، خصوصاً آنحضرت ﷺ ہر جگہ، ہر وقت حاضر و ناظر (موجود اور ہر کسی کو دیکھنے والے) ہیں۔ (حوالہ جات درج ذیل ہیں)

نوٹ: جو آدمی یہ عقیدہ نہ مانے بریلوی فرقہ کے نزدیک وہ کافر و مرتد ہو جاتا ہے۔

1) مولوی خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب لکھتے ہیں:

محبوب خدا ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار التزامِ کفر ہے جس سے نکاح نہیں رہتا۔

(انوارِ قمریہ، ص 107 ط: جامعہ قمر الاسلام کراچی)

2) بریلوی مولوی فیض احمد اُویسی لکھتے ہیں:

حضور علیہ السلام کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار وہی کریگا جو یا تو اپنے آپ کو مومن نہ جانے یا حضور پرُنور ﷺ کو نبی نہ سمجھے۔ (صحابہ کرامؓ کا عقیدہ حاضر و ناظر، ص 8 ط: کتب خانہ اویسی سیرانی روڈ بہاولپور)

3) بریلوی مولوی محمد عمر اِچھروی لکھتے ہیں:

جو نبی ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کے منکر ہیں ان کی یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ ایمان سے خالی ہیں۔

(مقیاس حنفیت حصہ حاضر و ناظر، ص 268 ط: سوئم، انشاء پریس اردو بازار لاہور)

4) بریلوی مولوی غلام نصیر الدین سیالوی لکھتے ہیں:

یہ لوگ حضور علیہ السلام کے اوصافِ کاملہ کے انکار کی وجہ سے کافر ہو گئے جن صفاتِ کاملہ سے ان لوگوں

نے انکار کیا ہے ان میں علم غیب، حاضر وناظر، کا منکر ہو جانا یہ ان کے کفر کی وجوہات ہیں۔

(عباراتِ اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ج 1 ص 69 ط: اہلسنت پبلیشر دینہ، جہلم)

5) بریلوی مولوی غلام مہر علی شاہ خطیب چشتیاں لکھتے ہیں:

یہ لوگ حضور علیہ السلام کے اوصافِ کاملہ کے انکار کی وجہ سے کافر ہو گئے جن صفاتِ کاملہ سے ان لوگوں نے انکار کیا ہے ان میں علم غیب، حاضر وناظر، کا منکر ہو جانا یہ ان کے کفر کی وجوہات ہیں۔

(دیوبندی مذہب، مشائخ اور علماء کی ہدایات، ص 635، اشاعت یکم نومبر 2012 ناشر: (بریلوی) تنظیم اہلسنت پاکستان)

اس عقیدہ پر تبصرہ کرتے ہوئے چند وضاحتی سوالات

بریلوی حضرات سے اس عقیدہ پر وضاحت طلب کی جائے مثلاً:

تبصرہ نمبر 1:

1) آپ لوگ آنحضرت ﷺ کو کب سے حاضر وناظر مانتے ہو......؟ آپ ﷺ کی پیدائش سے پہلے یا پیدائش کے بعد......؟ اعلان نبوت سے پہلے یا اعلان نبوت کے بعد؟

اگر پیدائش سے پہلے تو جس کی پیدائش ہوتی ہے تو وہ ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر کیسے ہوتا ہے؟

اور اگر پیدائش کے بعد سے ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر مانتے ہو تو پھر اس پر دلیل چاہئے کہ آپ ﷺ اپنی والدہ محترمہ حضرت آمنہؓ کے پیٹ مبارک میں کیسے آئے؟ ہر جگہ بھی تھے اور پیٹ میں بھی؟

اور اگر آپ ﷺ کو اعلان نبوت سے پہلے ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر مانتے ہو تو پھر سوال اُٹھتا ہے کہ جب آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب عبد مناف (حضرت علی المرتضیٰؓ کے والد محترم) آپ ﷺ کو اپنے ساتھ یمن میں تجارتی سفر پر لے گئے اور پھر راستے میں ایک عیسائی راہب بُحَیْرَہ کے کہنے پر آپ ﷺ کو واپس مکہ مکرمہ بھیج دیا تھا کہ کہیں یہودی آپ ﷺ کو تکلیف نہ دیں۔ اگر آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر تھے تو پھر یمن کے تجارتی سفر پر کیسے تشریف لے گئے اور پھر واپس آئے؟

اوراگرآپ ﷺ ہروقت، ہرجگہ حاضروناظر تھے تو پھرام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کی چاہت پران کا سامان تجارت لے کرحضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے غلام کے ساتھ سفر پر کیسے آتے اور جاتے رہے؟

اوراگراعلان نبوت کے بعدآپ ﷺ ہروقت، ہرجگہ حاضروناظر ہیں تو پھرسوال پیدا ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ نبوت کے اعلان کے بعد طائف شہرمیں دین اسلام کی دعوت دینے تشریف لے گئے اس سفرمیں حضرت زید بن حارثہؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور یہ شہرمکہ مکرمہ سے تقریباً 100 میل کے فاصلے پرتھاتواگرآپ ﷺ کو ہروقت، ہرجگہ حاضروناظرتسلیم کریں تو اس سفرمیں جانے اورواپس تشریف لانے کا کیا مطلب ہوگا؟

تو اسی طرح ان احادیث مبارکہ پربھی سوالات پیدا ہونگے 1) کہ آپ ﷺ نے معراج کا سفرکیسے کیا؟ 2) مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک ہجرت کا سفرکیسے کیا؟ 3) تین دن غارِثور میں حضرت ابوبکرصدیقؓ کے ساتھ قیام کیسے فرمایا؟ 4) اورآپ ﷺ مدینہ منورہ کے 10 سالہ قیام کے دوران 27 بارجہاد کیلئے تشریف لے گئے یعنی ہر 4 ماہ بعدآپ ﷺ نے کفار سے جہاد کیلئے مدینہ منورہ سے سفرفرمایا 5) مدینہ منورہ سے باہرتشریف لے جانے کے دوران مسجد نبوی میں اپنا قائم مقام نمائندہ مقررفرمایااگرہروقت ہرجگہ حاضروناضر تھے تو غیرموجودگی میں اپنا نائب مقررکرنے کی کیاضرورت تھی؟ 6) 10ھ میں آپ ﷺ حج کرنے کیلئے مکہ مکرمہ تشریف لائے 7) آپ ﷺ منیٰ، مزدلفہ، عرفات تشریف لے گئے 8) خانہ کعبہ کا طواف کیا 9) صفاومروہ پہاڑیوں پرسعی کی 10) مقام ابراہیمؑ پرآکرنوافل ادافرمائے 11) اور پھر حجۃ الوداع کا خطبہ ارشادفرمایا 12) اورپھرحج مکمل کرنے کے بعد مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو جوآدمی ہروقت، ہرجگہ حاضروناظرہوتو یہ تمام کام کیسے سرانجام دے سکتا ہے؟

2) آپ ﷺ کی روح مبارک کوحاضروناظر مانتے ہو یاجسم اطہر کو؟ یادونوں کو......؟

3) جب آپ ﷺ دنیامیں تشریف فرماتھے تو اس وقت ہرجگہ حاضرناظرہونیکا مطلب کیا تھا......؟

نــــوٹ: ان سوالات کے جوابات کیلئے فرمانِ خدا اور فرمانِ مصطفیٰ ﷺ سے دلائل پیش کرو یا پھر ایسے دلائل پیش کرو جن کو اجماعِ امت کی تائید حاصل رہی ہو، کیونکہ عقائد کے ثبوت کیلئے شریعت سے وہ دلائل پیش کیے جاتے ہیں جن پر اجماع امت یعنی ساری امت کا اتفاق رہا ہو۔

4) اگر آپ لوگ آپ ﷺ کی وفات کے بعد اس کے قائل بنے ہو تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ آپ کو کس نے دیا......؟ حالانکہ آپ ﷺ کی وفات پر تو یہ دین مکمل ہو گیا تھا۔

اور اب جب کہ آپ ﷺ قبر مبارک میں تشریف فرما ہیں تو ہر جگہ حاضر و ناظر کیسے ہوئے......؟

(کیونکہ اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرامؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں خصوصاً آپ ﷺ کو قبر مبارک میں ایک خاص قسم کی حیات حاصل ہے جس کی بنیاد پر آنحضرت ﷺ قبر کے قریب پڑھا جانے والا درود وسلام خود سنتے ہیں اور دور سے پڑھا جانے والا الصلوٰۃ وسلام آپ ﷺ کی خدمت میں فرشتے پہنچاتے ہیں اس پر تفصیل کیلئے بندہ ناچیز کی مرتب کردہ کتاب: (1) اجماع العلماء علیٰ حیات الانبیاء (2) حیات النبی ﷺ کورس کا مطالعہ کیا جائے، اُٹھنے والے اشکالات کا بہترین حل ان میں موجود ہے) الحمدللہ علیٰ ذالک

تبصرہ نمبر 2:

اگر آپ لوگ یہ کہو کہ صرف آپ ﷺ کی روح مبارک کائنات میں ہر جگہ، ہر وقت حاضر و ناظر ہے اور جسم اطہر قبر مبارک میں موجود ہے تو اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ لوگوں نے صرف روح مبارک کو حاضر و ناظر مان کر اپنے عقیدہ حاضر و ناظر کا آدھا حصہ چھوڑ دیا ہے اور رہا باقی آدھا حصہ، تو وہ ہم سمجھا دیتے ہیں کہ اس کائنات میں جو بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے وہ محدود ہے یعنی ایک جگہ ہے تو دوسری جگہ نہیں

مثال نمبر 1: روشنی کی مثال لیجئے یہ جس جگہ ہوتی ہے وہاں اندھیرا نہیں ہوتا اور اگر اندھیرا ہوتا ہے تو وہاں روشنی نہیں ہوتی۔ یا دھوپ کی مثال لیجئے! جہاں دھوپ پڑتی ہے وہاں سایہ نہیں ہوتا اور جہاں سایہ پڑتا ہے وہاں دھوپ نہیں ہوتی

مثال نمبر 2: روح کی مثال سمجھ لو کہ روح کو اگر سیر کرنے کا موقع مل جائے تو جس جگہ ہو گی وہاں سے چلے جانے کے بعد وہاں پر نہ ہو گی

مثال نمبر 3: جس طرح فرشتے کتنے ہی تیز رفتار ہیں مگر جب وہ زمین پر آتے ہیں تو آسمان پر وہی فرشتے موجود نہیں ہوتے اور اگر آسمان پر ہوتے ہیں تو زمین پر موجود نہیں ہوتے کیونکہ مخلوق ہیں تو یہ ہر جگہ ہر وقت نہیں ہوتے۔

بریلوی سوال: یہ تم مخلوقات کی مثالیں دیتے ہو جبکہ آپ ﷺ تو اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔

جواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں مگر محبوب ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی مخلوق بھی ہیں جس طرح بریلوی طبقہ کے بانی فاضل بریلوی نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور رسول اللہ ﷺ ایک مٹی مبارک سے بنی ہوئی مخلوق ہیں۔

(فتاویٰ افریقہ ص 82، مسئلہ 63 ط: شبیر پبلیشرز اردو بازار لاہور)

تو اس سے پتہ چلا کہ حضورؐ محبوبِ خدا ہونے کے ساتھ ساتھ مخلوقِ خدا بھی ہیں۔

اگر اس بات کو ہم سے سمجھ جانے کے باوجود بھی بریلوی لوگ یوں کہیں کہ آپ ﷺ ایک جگہ تشریف فرما ہونے کے باوجود ہر کسی کو دیکھ رہے ہیں، کوئی فرد یا مقام آپ ﷺ کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہے تو پھر اس پر سوالات کا ایک سلسلہ شروع ہو جائے گا، مثلاً:

i) یہ طاقت (ایک جگہ بیٹھ کر سب کو دیکھ لینا) آپ ﷺ کو کب سے عطاء ہوئی......؟

ii) کائنات کی ابتداء سے؟ یا پیدائش نبوی ﷺ کے بعد......؟

اگر بریلوی کہیں کہ کائنات کے شروع ہوتے ہی آپ ﷺ اپنی پیدائش سے پہلے سب کو دیکھ رہے تھے تو یہ بات بھی درست نہیں کیونکہ قرآن کریم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

1) وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُون أَقْلاَمَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ. (سورۃ آل عمران، آیت: 44)

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) آپ ان (بنی اسرائیل) لوگوں کے پاس حاضر نہیں تھے جب وہ لوگ مریمؑ کی دیکھ بھال اور پرورش کرنے کیلئے (بطور قرعہ اندازی) اپنے قلم (دریا) میں ڈال رہے تھے۔

اس آیت کے دوسرے حصے میں اللہ پاک یوں فرماتے ہیں:

2) وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ. (سورۃ آل عمران، آیت:44)

ترجمہ: کہ جب وہ لوگ (بنی اسرائیلی) جھگڑ رہے تھے تب بھی آپ اُن کے پاس نہیں تھے۔

قرآن مجید کے دوسرے مقام پر حق بات کو واضح کرتے ہوئے اللہ پاک فرماتے ہیں:

3) وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَى مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ.

(سورۃ القصص، آیت:44)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر ﷺ) آپ ﷺ اُس وقت (کوہِ طور) کی مغربی جانب موجود نہیں تھے جب ہم نے موسیٰؑ کو شریعت عطاء کی اور نہ ہی آپ ﷺ حاضر وناظر تھے......

نوٹ: آیت میں موجود لفظ اَلشَّاهِدِيْنَ کا ترجمہ ہم نے جوابی طور پر ''حاضر وناظر'' سے کیا ہے کیونکہ بریلوی مذہب کے بانی فاضل بریلوی نے اپنے ترجمہ قرآن میں الشَّاهِد کا ترجمہ ''حاضر وناظر'' سے کیا ہے۔ (کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، ص:762، سورۃ الاحزاب آیت:45، ط: ضیاء القرآن پبلی کیشنز: لاہور، کراچی)

اور اس بات کی تائید بریلوی مذہب کے صدر الافاضل مولوی نعیم الدین مراد آبادی نے بھی کی ہے۔

(خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، ص764، سورۃ الاحزاب آیت:45، ط: ضیاء القرآن پبلی کیشنز: لاہور، کراچی)

ہمارے نزدیک الشَّاهِد کا ترجمہ ''حاظر وناظر'' سے کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ اس کا صحیح ترجمہ ''گواہ'' ہے اور گواہ کیلئے ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر ہونا صحیح نہیں ہے (تفصیل کیلئے اسی کورس کا صفحہ 47 تا 50 شبہات کے تسلی بخش جوابات ملاحظہ کریں)

4) وَمَا كُنتَ ثَاوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا. (سورۃ القصص، آیت:45)

ترجمہ: اور آپ ﷺ مدین کے رہائشی نہ تھے کہ ان کو ہماری آیات پڑھ کر سنا رہے ہوتے۔

5) وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا (سورۃ القصص، آیت:46)

ترجمہ: اور آپ ﷺ کوہِ طور کے دامن میں اس وقت موجود نہیں تھے جب ہم نے موسیٰؑ کو (پہلی مرتبہ) پکارا۔

اگر بریلویوں کا یہ دعویٰ (ایک جگہ بیٹھ کر سب کو دیکھ لینا) مان بھی لیا جائے تو زبان پیغمبرﷺ سے اس عقیدہ کا انکار ثابت ہوجاتا ہے۔کیونکہ مختلف مواقع یعنی جس جگہ آپﷺ موجود نہ ہوتے تو خود آپﷺ نے اپنے لیے ہر جگہ، ہر وقت حاضر وناظر ہونے کی نفی کرتے ہوئے اپنے لئے غائب کا لفظ ارشاد فرمایا ہے۔مثلاً:

1) آپﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کوایک غلام کو قتل کرنے کیلئے بھیجا جس پر زنا کرنے کا الزام تھا۔حضرت علیؓ نے واپس آکر بتایا کہ میں نے اُسے قتل نہیں کیا، وجہ یہ بتائی جب میں قتل کرنے کیلئے اسے زمین پر گرار ہا تھا تو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ تو نامرد ہے اور زنا کرنے کے قابل نہیں تو آپﷺ نے حضرت علیؓ کی بات کو تسلیم کرتے ہوئے فرمایا:

اَلشَّاهِدُيَرَى مَالَايَرَى الْغَائِبُ کیونکہ جو حاضر دیکھتا ہے وہ غائب نہیں دیکھتا، یعنی تم وہاں پر موجود تھے جب کہ میں وہاں سے غائب تھا۔ (مسند احمد، ج:1 ص:83، اسنادہ رجال ثقات، البدایہ والنہایہ، ج:5 ص:204)

(بریلوی کتاب، رشد الایمان فی دورۃ الحدیث والقرآن، باب 9، حاضر وناظر، شاہد اور شہید کا معنیٰ ص 86,87 ط: مکتبہ رضویہ سمندری، فیصل آباد، مولف: عبدالرشید رضوی قادری)

2) آپﷺ نے امت کو جنازہ پڑھنے کی تعلیم دی ہے اور خود بھی کئی صحابہ کرامؓ کا جنازہ پڑھایا جب بھی آپﷺ جنازے کی نماز پڑھانے لگتے تو حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، یوں دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِحَيِّنَاوَمَيِّتِنَاوَشَاهِدِنَاوَغَائِبِنَا الخ.......

(مستدرک حاکم، کتاب الجنائز، باب 499، ادعیۃ صلوٰۃ الجنازۃ، حدیث:1366، ج:1 ص:684، ط: دار المعرفہ بیروت لبنان)

ترجمہ: اے اللہ ہمارے زندہ، ہمارے مردہ، ہم میں موجود اور ہم سے جو مسلمان غائب ہیں اُن سب کی مغفرت فرمادے۔ یہ دعا آپﷺ ساری زندگی جنازوں کی نماز پڑھاتے وقت مانگتے رہے۔اگر آپﷺ سے کچھ بھی غائب نہ تھا اور آپﷺ ہر وقت، ہر جگہ سب کائنات کو دیکھ رہے تھے تو یہ لفظ وَغَائِبِنَا (جو لوگ ہم سے غائب ہیں) کبھی بھی نہ پڑھتے۔

مشورہ: بریلوی لوگوں کو چاہئے کہ اپنے جنازوں میں یہ لفظ وَغَائِبِنَا مت پڑھا کریں کیونکہ یہ حدیث پاک تو ان کے خود ساختہ عقیدہ ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر، کی نفی کر رہی ہے۔

مسلک اہل السنّت والجماعت کے دلائل قرآن کریم سے

1) وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُون أَقْلاَمَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ. (سورۃ آل عمران، آیت 44)

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) آپ اس وقت ان (بنی اسرائیل کے لوگوں) کے پاس نہیں تھے جب وہ یہ طے کرنے کیلئے اپنے قلم (بطور قرعہ اندازی) دریا میں ڈال رہے تھے کہ ان میں سے کون مریمؑ کی دیکھ بھال اور پرورش کرے گا اور نہ اس وقت آپ ﷺ انکے پاس تھے جب وہ اس مسئلے میں ایک دوسرے سے اختلاف کر رہے تھے۔

2) وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِيْ آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُواْ فِيْ حَدِيثٍ غَيْرِهِ. (سورۃ الانعام آیت 68)

ترجمہ: اور جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں کو بُرا بھلا کہنے میں لگے ہوئے ہیں تو ان سے الگ ہو جایئے جب تک وہ کسی اور بات میں مشغول نہ ہو جائیں۔

خلاصہ: ہر جگہ، ہر وقت حاضر و ناظر رہنے والا انسان فضول لوگوں سے کیسے الگ ہوسکتا ہے؟ بریلوی بتائیں کہ بھلا رسول اللہ ﷺ اس آیت کے حکم پر عمل کیسے کریں گے، کسی سے الگ تو وہ ہوسکتا ہے جو ہر جگہ، ہر وقت حاضر و ناظر نہ ہو۔

3) وَلاَ تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَداً وَلاَ تَقُمْ عَلَىَ قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُواْ بِاللّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُواْ وَهُمْ فَاسِقُونَ. (سورۃ توبہ آیت 84)

ترجمہ: (اے پیغمبرؐ) منافقین میں سے جو بھی مرجائے تو آپ ﷺ انکی نماز جنازہ مت پڑھنا۔ اور نہ انکی قبر پر کھڑے ہونا کیونکہ یہ اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ کفر کرتے ہوئے مرے ہیں۔

خلاصہ: اگر آپ ﷺ ہرقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے تو پھر اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے دیئے گئے حکم

''کہ اس منافق کی قبر پر بھی مت ٹھہریں'' اس پر آپ ﷺ کیسے عمل کریں گے؟

4) لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَداً لَّمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُواْ وَاللّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ. (سورۃ توبہ آیت 108)

ترجمہ: (اے پیغمبرؐ) آپ ﷺ اس (منافقین کی نام نہاد مسجد ضرار) میں کبھی مت ٹھہرنا البتہ وہ مسجد (مسلمانوں کی مسجد قباء) جسکی بنیاد تقویٰ والی ہے وہ اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ آپ ﷺ اس میں نمازیں ادا کریں کیونکہ اس میں ایسے اچھے لوگ (صحابہ کرامؓ) ہیں جو اللہ تعالیٰ سے پاکیزگی مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے پاکیزہ لوگوں کو پسند فرماتے ہیں۔

خلاصہ: ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر رہنے والا انسان ان مقامات سے کیسے الگ رہ سکتا ہے؟

i5) قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي أَن تَذْهَبُواْ بِهِ وَأَخَافُ أَن يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَأَنتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ.

(سورۃ یوسف آیت 13)

ترجمہ: یعقوبؑ نے (اپنے بیٹوں) سے کہا اگر تم یوسفؑ کو اپنے ساتھ لے گئے تو مجھے (اسکی جدائی کا) غم ہوگا۔ اور مجھے یہ بھی اندیشہ ہے کہ تمھاری غفلت سے فائدہ اٹھا کر کہیں بھیڑیا اسے نہ کھالے۔

خلاصہ: حضرت یعقوبؑ کا یہ فرمانا کہ تم بڑے بیٹوں کی غفلت کی وجہ سے میرے چھوٹے بیٹے حضرت یوسفؑ کو کہیں بھیڑیا نہ کھالے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کہ نبی ہر جگہ، ہر وقت حاضر و ناظر نہیں ہوتا کیونکہ اگر حاضر و ناظر ہوتے تو فرماتے کہ کوئی بات نہیں ہے تم اسے اپنے ساتھ لے جاؤ میں تمہارے پاس ہی تو ہونگا اور اسے دیکھتا رہوں گا اور حضرت یوسفؑ بھی نبی تھے تو وہ بھی اپنے والد کے گھر سے چلے جانے کے بعد ان کے پاس ہی رہتے تو پھر یعقوبؑ کو جدائی کا غم کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اگر انبیاء کرام کیلئے ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ مان لیا جائے تو ان آیات قرآنی کا کیا جواب ہوگا۔ جو انبیاء کرامؑ کیلئے ہر جگہ، ہر وقت حاضر و ناظر ہونے کی نفی کرتی ہیں

ii5) اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَـذَا فَأَلْقُوهُ عَلَى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيراً وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ.

(سورۃ یوسف آیت 93)

ترجمہ: (حضرت یوسفؑ نے کہا) میری قمیص لے جاؤ، اور اسے میرے والد (حضرت یعقوبؑ) کے چہرے پر ڈال دینا۔ اس سے ان کی بینائی واپس آجائے گی (کیونکہ ان کی بینائی اپنے بیٹے حضرت یوسفؑ کی جدائی کے غم کی وجہ سے ختم ہوگئی تھی) اور اپنے سارے گھر والوں کو میرے پاس لے آؤ۔

خلاصہ: ایک نبیؑ کی قمیص کو دوسرے نبیؑ کے پاس لے جانے کا مطلب کیا بنے گا؟ اگر نبیؑ ہر وقت، ہر جگہ موجود ہوتے تو قمیص لے جا کر دوسرے نبیؑ کے چہرے پر ڈالنے کا مطلب کیا ہوا؟ تو خلاصہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ایک جگہ ہوں تو دوسری جگہ نہیں ہوتے یعنی ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہوتے۔

6) سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الأَقْصَى .

(سورۃ بنی اسرائیل آیت 1)

ترجمہ: اس خدا کی ذات پاک ہے جس نے اپنے پیغمبر (حضرت محمد ﷺ) کو بیت اللہ (مکہ مکرمہ) سے مسجد اقصیٰ (فلسطین) تک راتوں رات سیر کرا دی۔

خلاصہ: اگر آپ ﷺ ہر جگہ، ہر وقت حاضر و ناظر ہوتے تو ایک رات میں ایک جگہ سے دوسری جگہ سیر کرنے کا کیا مطلب ہوا؟ کیونکہ سیر کرانا اور مختلف مقامات کا دورہ کرانا تو یہ معاملات اس کے ساتھ کئے جاتے ہیں جو پہلے سے موجود نہ ہو، اگر پہلے سے ہی موجود ہوں تو سیر کرانے کا کیا فائدہ؟

7) فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَباً ٥ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَآءَ نَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِن سَفَرِنَا هَذَا نَصَباً ٥ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَباً ٥ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا ٥ (سورۃ الکہف، آیت: 61 تا 64)

ترجمہ: چنانچہ جب وہ دونوں (حضرت موسیٰؑ اور حضرت یوشع بن نونؑ ان کے صحابی جو کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبیؑ بن کر اُمت کی رہنمائی کرتے رہیں) ان کے سنگم (سمندر کا کنارہ) پر پہنچے تو دونوں اپنی مچھلی کو بھول گئے اور اس مچھلی نے سمندر میں ایک سُرنگ کی طرح راستہ بنا لیا تھا (یعنی بھاگ گئی)۔ پھر جب دونوں آگئے تو موسیٰؑ نے اپنے نوجوان سے کہا کہ ہمارا ناشتہ لاؤ سچی بات یہ ہے کہ ہمیں اس سفر میں بڑی تھکاوٹ لاحق ہوگئی ہے تو ان کے صحابی نے عرض کیا بھلا بتائیے (عجیب قصہ ہوگیا) جب ہم اس چٹان پر ٹھہرے تھے تو میں مچھلی (کا آپ سے ذکر کرنا) بھول گیا تھا شیطان کے سوا کوئی نہیں ہے جس نے مجھ سے اس کا تذکرہ کرنا بھلایا ہو اور اس (مچھلی) نے تو بڑے عجیب طریقے سے دریا میں اپنی راہ لے لی تھی۔ تو حضرت موسیٰؑ فرمانے لگے یہی وہ جگہ ہے جسے ہم تلاش کر رہے تھے تو وہ دونوں گزرے ہوئے راستے پر انہی باتوں کا ذکر کرتے ہوئے واپس لوٹ آئے

خلاصہ: یہ تمام واقعہ بتا رہا ہے کہ حضرت موسیٰؑ ہر جگہ، ہر وقت حاضر و ناظر نہیں تھے ورنہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کیسے جا رہے تھے؟ اور مزید غور کریں تو ایک اور دلیل بھی سمجھ میں آتی ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ اور انکے صحابی سو گئے تو وہ مچھلی جو کھانے کیلئے اپنے ساتھ رکھی ہوئی تھی وہ دوبارہ دریا میں کود گئی، اس سے معلوم ہوا حضرت موسیٰؑ نے اسے جاتے ہوئے نہیں دیکھا تھا تبھی نیند سے جاگنے کے بعد فرمایا کہ کھانا لے آؤ، اگر نبیؑ ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے تو وہ کھانا کیوں مانگتے؟ کیونکہ کھانا تو وہ مچھلی تھی جو زندہ ہو کر پانی میں چلی گئی تھی۔

8) **فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَى إِلَيْهِمْ أَن سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيّاً.** (سورۃ مریم آیت 11)

ترجمہ: چنانچہ وہ (حضرت زکریاؑ) عبادت گاہ سے نکل کر اپنی قوم کے سامنے آئے اور انکو اشارے سے ہدایت دی کہ تم لوگ اپنے رب کی تسبیح کیا کرو۔

خلاصہ: اگر نبیؑ ہر جگہ ہوتے ہیں تو محراب سے نکل کر بات کرنے کا کیا مطلب؟

9) وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَى مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ.....وَمَا كُنتَ ثَاوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا.....وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا. (سورۃ القصص، آیت 44،45،46)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر ﷺ) آپ ﷺ اس وقت (کوہِ طور) کی مغربی جانب موجود نہیں تھے جب ہم نے موسیٰؑ کو شریعت عطاء کی اور نہ ہی اسی وقت آپ ﷺ اس منظر کو دیکھ رہے تھے......اور نہ ہی آپ ﷺ مدین کے رہائشی تھے کہ ان کو ہماری آیات پڑھ کر سنا رہے ہوتے اور آپ ﷺ کوہِ طور کے دامن میں اس وقت بھی موجود نہیں تھے جب ہم نے موسیٰؑ کو (پہلی مرتبہ) پکارا۔

10) وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ صلے ز اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ،فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ م بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ٥ (سورۃ نمل آیت 20،21)

ترجمہ: اور (حضرت سلیمانؑ) نے ایک مرتبہ پرندوں کی حاضری لی تو فرمانے لگے کیا بات ہے مجھے ہُد ہُد نظر نہیں آ رہا وہ کہا غائب ہو گیا؟۔۔۔۔پھر ہُد ہُد نے زیادہ دیر نہیں لگائی اور آ کر عرض کرنے لگا میں نے کچھ ایسی معلومات حاصل کی ہیں جنکا آپؑ کو علم نہیں۔اور میں سباء کے مُلک سے آپؑ کے پاس ایک یقینی خبر لے کر آیا ہوں۔

خلاصہ: یہ دونوں آیات بھی یہی بتا رہی ہیں کہ اگر آپ ﷺ ،حضرت موسیٰؑ ،حضرت سلیمانؑ ، ہر وقت ہر جگہ ہوتے تو حضرت موسیٰؑ کو کوہِ طور پر بلانے کا کیا مقصد تھا؟ وہاں کوہِ طور پر آپ ﷺ کا نہ دیکھنا اور موجود نہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟ اور حضرت سلیمانؑ سے (پرندہ) ہُد ہُد کا غائب ہو کر ملک سبا میں جانے اور واپس انکے پاس آنے کا کیا مطلب ہے؟ اگر سلیمانؑ ہر جگہ، ہر وقت حاضر و ناظر ہوتے تو ہُد ہُد ان سے چھپ نہ سکتا اور یہ آیات تو نعوذ باللہ پھر فضول ثابت ہو جائیں گی۔

مسلک اہل السنّت والجماعت کے دلائل احادیث پاک سے

1) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قُرَیْش '' تَسْاَلُنِیْ عَنْ مَسْرَایَ فَسَاَلَتْنِیْ عَنْ اَشْیَاءِ مِنْ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ لَمْ اَثْبُتْهَا فَکُرِبْتُ کُرْبَةً مَّا کُرِبْتُ مِثْلَهٗ قَطُّ قَالَ فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِیَ اَنْظُرُ اِلَیْهِ مَا یَسْاَلُوْنَ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَنْبَاْتُهُمْ بِهٖ. (1: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: الاسراء برسول اللہ الیٰ السمٰوات، ج1، ص96، ط: قدیمی کراچی، 2: صحیح بخاری، باب: بنیان الکعبه، حدیث: الاسراء، باب: 41، ص: 315، ط: دارالسلام پبلیشر للنشر والتوزیع، ریاض، سعودی عرب 3: صحیح بخاری، ج: 1، ص: 548، ط: قدیمی کراچی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا معراج کے سفر سے واپس آجانے کے بعد جب قریش مکہ نے مجھ سے میرے سفر کے بارے میں سوال کرتے ہوئے یہ پوچھا کہ مسجد اقصیٰ، (بیت المقدس، فلسطین کے ملک کی مشہور مسجد جس میں آپ ﷺ نے کچھ دیر قیام فرمایا اور تمام انبیاء کرامؑ کی نماز میں امامت فرمائی تھی جو آپ ﷺ سے پہلے وہاں آچکے تھے اور پھر آپ ﷺ وہاں سے آگے آسمانوں کی سیر کرنے کیلئے تشریف لے گئے تھے) میں کتنی چیزیں ہیں؟ یعنی دروازے اور کھڑکیاں وغیرہ کتنی تعداد میں ہیں؟ تو میں بہت پریشان ہوگیا، اتنا پریشان کہ اس سے پہلے مجھے کبھی اتنی پریشانی نہیں ہوئی تھی (پریشانی کیوجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ وہاں نماز کی امامت کیلئے تشریف لے گئے تھے نہ کے وہاں پر موجود سامان کی تعداد کو شمار کرنے کیلئے) تو پھر فوراً اللہ تعالیٰ نے اسی مشکل کو حل فرمایا اور مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) کو میرے سامنے کردیا اور میں نے ایک ایک چیز دیکھ کر انکو جواب دے دیے

خلاصہ: اس حدیث پاک کے الفاظ پر غور فرمائیں جس میں آپ ﷺ فرماتے ہیں **فَکُرِبْتُ کُرْبَةً مَّا کُرِبْتُ مِثْلَهٗ قَطُّ** کہ میں اُن کفار کے سوال پر اتنا پریشان ہوا کہ اتنا پریشان کبھی نہیں ہوا، اس سے پتہ چلا کہ آپ ﷺ ہر جگہ، ہر وقت حاضر و ناظر نہ تھے ورنہ اس پریشانی کی ضرورت کیا تھی؟

2) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَت خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ

حَتَّى اِذَا كُنَّا بِالْبَيدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهِ وَأَقَمَ النَّاسُ مَعَهُ......فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَأَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ.

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب: قوله فلم تجدوا ماءً، ج:2،ص:663، ط: قدیمی کراچی)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ سفر میں گئی ہوئی تھی کہ راستہ میں میرا ہار گم ہو گیا تو آپ ﷺ اس کو تلاش کرنے کیلئے رُک گئے اور صحابہ کرام بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے، اور اس وقت پانی بھی موجود نہیں تھا کہ وضو کر کے نماز پڑھی جا سکے تو اللہ تعالیٰ نے تیمّم کا حکم نازل فرما دیا آخر کار بہت زیادہ تلاش کرنے کے بعد جب سواری کے اُونٹ کو اٹھایا گیا تو اس کے نیچے ہار موجود تھا۔

خلاصہ: آپ ﷺ اگر ہر چیز کو ہر وقت دیکھ رہے ہوتے تو ہار کی تلاش کیلئے رک جانا کیوں تھا؟ اس پر کچھ لوگ یوں کہتے ہیں کہ آپ ﷺ اسی لئے رکے تھے کہ تیمّم کا حکم آجائے، تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ اسی حدیث پاک کو غور سے دیکھا جائے تو یہ الفاظ واضح موجود ہیں فَاقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَىٰ الْتِمَاسَةِ کہ آپ ﷺ تیمّم کے حکم نازل ہونے کیوجہ سے نہیں بلکہ ہار کی تلاش کیلئے ٹھہرے ہوئے تھے کہ اسی دوران تیمّم کا حکم بھی نازل ہو گیا۔

یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی امّ المومنین حضرت سیدہ عائشہؓ کی شان ظاہر فرمائی کہ انکا ہار گم ہو گیا اور وضو کرنے کے مقام تک جانے میں دیر ہو گئی، اور یہاں راستے میں پانی موجود نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے تیمّم کا حکم نازل فرما کر صحابہ کرامؓ کی مشکل کو حل فرما دیا کہ اگر وضو کیلئے پانی نہ ملے تو تیمّم کر کے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

بہر حال یہ بات اس حدیث پاک سے بخوبی سمجھ میں آ گئی کہ اگر آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے اور ہر چیز کو دیکھ رہے ہوتے تو ہار کی تلاش کیلئے کیوں رک گئے تھے؟ تو پتہ چلا کہ نبی ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہوتے اور ہر چیز کو ہر وقت دیکھتے بھی نہیں ہیں۔

3) عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَزِعُوا مَرَّةً فَرَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هٰذَا بَحْرًا.

(صحیح بخاری،کتاب الجهاد والسير،باب:الركوب على الدابة،ج:1،ص:401،ط:قدیمی کراچی)

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار مدینہ منورہ کے لوگوں پر اچانک ڈر طاری ہوگیا (کہ دشمن مدینہ پر چڑھ نہ آیا ہو) تو آپ ﷺ نے اپنے صحابی حضرت ابوطلحہؓ سے گھوڑا مانگ کر (جس گھوڑے کا نام مندوب تھا) مدینہ کے اردگرد کا چکر لگایا تو پھر فرمایا کہ ہم نے تو کوئی ڈر کی بات نہیں دیکھی (یعنی کوئی دشمن وغیرہ موجود نہیں تو لوگوں کا ڈر ختم ہوگیا) اور پھر حضرت ابوطلحہؓ کے گھوڑے کی تعریف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ گھوڑا تو دریا (کیطرح تیز) ہے۔

خلاصہ: اگر آپ ﷺ ہر جگہ، ہر وقت حاضر وناظر تھے تو گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کے اردگرد چکر لگانے جانا ،واپس آنا اور ماحول کا نظارہ کرنیکا کیا مطلب ہے؟ اگر حاضر وناظر تھے تو یہ سب کام نہیں کرنے چاہیے تھے جو ہر جگہ ہو وہ کیسے آتا اور جاتا ہے؟

مزید ایک اور دلیل بھی سمجھ میں آتی ہے کہ آپ ﷺ گھوڑے پر سوار ہوئے اگر آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر تھے تو پہلے سے ہی خود بخود گھوڑے پر سوار ہونگے تو پھر سوار ہونے کا کیا مطلب ہوا؟

4) عَنْ أَبِي مُوسىٰ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنِّي لَأَعْرِفُ أَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْأَشْعَرِيِّيْنَ بِالْقُرْآنِ حِيْنَ يَدْخُلُوْنَ بِاللَّيْلِ وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ وَاِنْ كُنْتُ لَمْ أَرَ مَنَازِلَهُمْ حِيْنَ نَزَلُوْا بِالنَّهَارِ

(صحیح بخاری،کتاب المغازی،باب:غزوہ خیبر،ج:1،ص:608،ط:قدیمی کراچی)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اشعری صحابہ کرامؓ (وادی خیبر سے تشریف لانے والے) کی آوازوں کو پہچانتا ہوں جب وہ رات کو مدینہ میں آکر اپنے گھروں میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں تو میں انکے قرآن کی آواز سے ان کے ٹھکانوں کو پہچان لیتا ہوں مگر دن

میں جب وہ یہاں آ کر اُترے تھے تو میں نے اُس وقت انکے ٹھکانے نہیں دیکھے تھے۔

خلاصہ: اگر آپ ﷺ ایک جگہ بیٹھ کر سب کائنات کو بھی دیکھ رہے ہوتے (جس طرح بریلوی کہتے ہیں) تو وادی خیبر سے تشریف لانے والے قبیلہ اشعر کے صحابہ کرامؓ کے گھروں کو آپ ﷺ نے دن کے وقت کیوں نہیں دیکھا ہوا تھا معلوم ہوا کہ ایک جگہ بیٹھ کر سب کائنات کو دیکھنے والی بات بھی غلط ہے

5) عَنْ أَبِیْ حَازِمٍ قَالَ سَأَلْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍفَقُلْتُ هَلْ أَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّقِیَّ فَقَالَ سَهْلُ ٗمَارَأَی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّقِیَّ مِنْ حِیْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰی قَبَضَهُ اللّٰهُ.

(صحیح بخاری، کتاب الاطعمۃ، باب: ماکان النبی ﷺ واصحابه یاکلون، ج:1،ص:814+815،ط: قدیمی کراچی)

ترجمہ: حضرت ابوحازمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد صحابی رسول حضرت سہل بن سعدؓ سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے میدہ کھایا تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ نے پوری زندگی میں میدہ کو دیکھا بھی نہیں تھا، تو میں نے پوچھا کیا اُس زمانے میں چھلنی موجود نہیں ہوتی تھی؟ (کیونکہ میدہ چھلنی سے بنایا جاتا ہے) تو فرمانے لگے کہ آپ ﷺ نے پوری زندگی چھلنی کو بھی نہیں دیکھا تھا۔ یعنی آپ ﷺ کی خوراک مبارک انتہائی سادہ قسم کی ہوا کرتی تھی۔

خلاصہ: اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہو گیا کہ آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ، ہر چیز کو نہیں دیکھ رہے۔

6) عَنْ نَوَاسِ ابْنَ سَمْعَانؓ قَالَ ذَكَرَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ قَالَ ...اَنْ یَّخْرُجَ وَاَنَا فِیْكُمْ فَاَنَا حَجِیْجُه، دُوْنَكُمْ وَاَنْ یَّخْرُجَ وَلَسْتُ فِیْكُمْ فَكُلُّ اِمْرَءٍ'' حَجِیْجُ نَفْسِه.

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب: ذکر الدجال، ج:1ص401،ط: قدیمی کراچی)

ترجمہ: حضرت نواس بن سمعانؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ اگر وہ میری موجودگی میں ظاہر ہو گیا تو میں خود اس کیلئے کافی ہوں یعنی آپ لوگوں کو مزید حفاظت کی ضرورت نہیں ہو گی اور اگر وہ میری غیر موجودگی میں نکل آیا تو ہر آدمی خود اپنا محافظ ہو گا

خلاصہ: آپ ﷺ کیلئے یہ ''موجودگی اور غیر موجودگی'' کے الفاظ آپ ﷺ کو ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر ہونے کی نفی کر رہے ہیں۔

7) قَالَ اَنَسٌ ؓ '' اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَرُوْسًا بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَ وَكَانَ تَزَوَّجَهَا بِالْمَدِيْنَةِ فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ اِرْتِفَاعِ النَّهَارِ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَجَلَسَ مَعَهُ رِجَال'' بَعْدَ مَا قَامَ الْقَوْمُ حَتّٰى قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَشٰى حَتّٰى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ اَنَّهُمْ قَدْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ فَاِذَا هُمْ جُلُوْس'' مَكَانَهُمْ.

(صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب: زواج زینب بنت جحشؓ، ج:1، ص:461، ط: قدیمی کراچی)

ترجمہ: جب آپ ﷺ نے امّ المومنین حضرت زینبؓ سے نکاح فرمایا اور صحابہ کرامؓ کو دعوت ولیمہ پر بلایا تو صحابہ کرامؓ کھانا کھانے کے بعد آپ ﷺ کی باتیں سننے کیلئے بیٹھ گئے ان کا زیادہ دیر بیٹھنا آپ ﷺ کو ناگوار گزرا مگر زبان سے کچھ نہ فرمایا اور خود اُٹھ کر باہر تشریف لے گئے کہ شاید یہ بھی چلے جائیں گے مگر جب واپس آ کر دیکھا تو وہ بدستور بیٹھے ہیں تو آپ پھر سے چلے گئے اور پھر آپ تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے آیات قرآنی (سورۃ الاحزاب، آیت:53) نازل فرما کر صحابہ کرامؓ کو مسئلہ سمجھا دیا کہ آپ ﷺ کے گھر سے کھانا کھانے کے بعد آپ لوگ بغیر اجازت کے آپ ﷺ کے گھر مت بیٹھا کرو

خلاصہ: آپ ﷺ کے بار بار آنے اور جانے سے ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر ہونے کی نفی ہو رہی ہے اور مزید اس حدیث پاک سے ایک بات یہ بھی پتہ چلتی ہے کہ صحابہ کرامؓ بھی ہر وقت، ہر جگہ حاظر وناظر نہیں ہوتے اسی لیے آیات قرآنی میں فرمایا جا رہا ہے کہ آپ ﷺ کی اجازت کے بغیر ان کے گھر مت بیٹھا کرو اس سے ثابت ہوا کہ نبی اور ولی بھی ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر نہیں ہوتے کیونکہ صحابہ کرام سے بڑھ کر اس امت میں کوئی ولی نہیں اس امت میں سب سے بڑے اولیاء اللہ صحابہ کرام ہی ہیں سب صحابہ کرامؓ بھی ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر نہیں تو باقی امت کے بعد میں آنے والے اولیاء کرام ہر وقت، ہر

جگہ حاضر وناظر کیسے ہوسکتے ہیں؟

8) عَنْ حُذَيْفَةَ فَقَالَ لَيْلَةَ الْاَحْزَابِ وَاَخَذَتْنَا رِيْحُ شَدِيْدَةِ وَقُرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَارَجُل'' يَاْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللّٰهُ مَعِى يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا اَحَد'' ثُمَّ قَالَ اَلَارَجُل'' يَاْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللّٰهُ مَعِى يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا اَحَد'' ثُمَّ قَالَ اَلَارَجُل'' يَاْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللّٰهُ مَعِى يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا اَحَد'' فَقَالَ قُمْ يَاحُذَيْفَةَ فَاْتِنَابِخَبَرِ الْقَوْمِ. (صحیح مسلم، کتاب الجہادوالسیر ،باب:غزوہ الاحزاب،ج:1،ص:107،ط:قدیمی کراچی)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ جنگ خندق کے وقت کفار کے لشکر کی خبر لانے کیلئے آپ ﷺ نے لوگوں سے 3 بار پوچھا کہ کون خبر لائے گا اسکو اللہ تعالیٰ قیامت اور جنت میں بھی میرا ساتھی بنائے گا اور پھر آپ ﷺ نے مجھے بھیج دیا کہ جاؤ حذیفہ آپ جا کر لشکر کفار کے حالات دیکھ کر آؤ (تا کہ مزید حکمت عملی بنائی جاسکے) اور میں نے واپس آ کر آپ ﷺ کو لشکر کفار کی خبر دی۔

خلاصہ: اگر آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر ہوتے تو لشکر کفار کی خبر لانے کیلئے ذمہ داری حضرت حذیفہ کو کیوں دی تھی؟ پھر ان کو کفار کے پاس بھیجنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔

9) عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْعَلِيًّافِى الْبَيْتِ فَقَالَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ قَالَتْ كَانَ بَيْنِى وَبَيْنَهُ شَىْءٌ فَغَاضَبَنِى فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِىْ.

(صحیح بخاری، کتاب الصلوۃ، باب:298 نوم الرجال فی المسجد، ج:1،ص:63،ط:قدیمی کراچی)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ (اپنی چوتھی بیٹی) حضرت فاطمہ الزھرۃؓ کے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہؓ سے پوچھا (حضرت علیؓ کے نظر نہ آنے پر) آپ کے چچا زاد (انکے خاوند حضرت علی المرتضیٰؓ مراد ہیں) کہاں گئے ہیں؟ تو حضرت فاطمہؓ عرض کرنے لگیں ہمارے درمیان کچھ رنجش ہوئی تھی تو وہ مجھ پر غصہ ہو کر چلے گئے یہاں نہیں سوئے تو آپ ﷺ نے حضرت سہل بن سعدؓ

سے فرمایا کہ جاؤ اور حضرت علی المرتضیٰؓ کو تلاش کرو کہ وہ کہاں ہیں؟ وہ دیکھ کر آئے تو عرض کیا کہ وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں یہ بات سن کر آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو حضرت علیؓ کی چادر (جو کہ نیچے بچھائی ہوئی تھی) ایک طرف ہٹ گئی تھی اور وہ ایک طرف پڑی ہوئی تھی اور جس کے ہٹ جانے کی وجہ سے حضرت علیؓ کے بدن پر مٹی لگی ہوئی تھی تو آپ ﷺ نے مٹی صاف کرتے ہوئے فرمایا اے ابو تراب (مٹی والے) اُٹھ جاؤ۔یعنی آپس کی رنجش ختم کردو۔

خلاصہ: اس حدیث پاک سے آپ ﷺ اور حضرت علیؓ (نبی اور ولی) دونوں کے ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر کی نفی ہورہی ہے۔

10) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قال اِذْجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی دَخَلَ الْمَسْجِدَفَقَالَ مَنْ أَحَسَّ الْفَتَی الدَّوْسِیَّ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ. (سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب: مایکرہ من ذکر الرجل، ج:1 ص:295، ط: ایچ ایم کمپنی کراچی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لائے اور تین بار یہ بات میرے لیے ارشاد فرمائی کہ اے لوگو! تم میں سے کسی نے قبیلہ دوس کے نوجوان (خود حضرت ابو ہریرہؓ) کو دیکھا ہے؟

خلاصہ: یہ حدیث پاک بھی آپ ﷺ کے ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر ہونے کی نفی کررہی ہے کیونکہ اگر ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر ہوتے یا ایک جگہ بیٹھ کر سب کائنات کو دیکھ رہے ہوتے تو پھر حضرت ابو ہریرہؓ کو تلاش کرنے کے بعد ان کے بارے میں یہ سوال کرنا کہ قبیلہ دوس کے جوان ابو ہریرہ کہاں ہیں، ضرورت نہیں رہتی اور یہ سوال وہ کرسکتا ہے جو ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر نہ ہو اور ایک جگہ بیٹھ کر سب کو نہ دیکھ رہا ہو ورنہ نعوذ باللہ تعالیٰ یہ حدیث پاک غلط ثابت ہوجائے گی۔ اور حدیث پاک تو اللہ تعالیٰ کا پیغام ہے جو کہ اللہ کے حکم سے رسول اللہ ﷺ کے زبانِ مبارک پر جاری ہوتا ہے اور یہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔

نبی ﷺ کے شاگرد صحابہ کرامؓ کا عقیدہ

1) سورۃ التحریم کی آیت نمبر 3 تا 5 میں ایک واقعہ لکھا ہوا ہے کہ امّ المومنین سیدہ حفصہؓ کو آپ ﷺ نے ایک راز کی بات ارشاد فرمائی تو انہوں نے چھپ کر امّ المومنین حضرت عائشہؓ کو بتادی تو اللہ پاک نے آپ ﷺ کو بتادیا اور پھر قرآنی آیات نازل فرما کر نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کو تنبیہ فرمائی کہ پیغمبر اسلام کے راز کو کسی پر ظاہر نہ کریں، تو خلاصہ یہ نکلا کہ اگر آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے اور ہر کسی کو دیکھ رہے ہوتے جیسے بریلوی سمجھتے ہیں تو امّ المومنین حضرت حفصہؓ آپ ﷺ کا راز کبھی ظاہر نہ فرماتی۔

2) عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ اَنَّ اَبَا بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ حَدَّثَهٗ قَالَ نَظَرْتُ اِلٰی اَقْدَامِ الْمُشْرِکِیْنَ عَلٰی رُءُوْسِنَا وَنَحْنُ فِی الْغَارِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ اِلٰی قَدَمَیْهِ اَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَیْهِ فَقَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ مَا ظَنُّکَ بِاثْنَیْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا۔

(صحیح مسلم: کتاب فضائل صحابہؓ، باب من فضائل ابی بکر صدیقؓ، ج 2 ص: 272، ط: قدیمی کراچی)

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بیان کیا کہ جب میں اور رسول اللہ ﷺ غار ثور میں تھے اور مشرکین مکہ غار کے دہانے پر پہنچ گئے تو میں نے غار کے اندر ہی سے کفار کے پاؤں دیکھ لیے تھے تو پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکرؓ تو اور میں وہ لوگ ہیں۔ جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ موجود ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت کرنا جانتے ہیں

خلاصہ: ہجرت کے وقت آپ ﷺ کا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ غار ثور کے اندر ہونا یہ بتاتا ہے کہ (نبی + ولی) ہر وقت ہر جگہ نہیں ہوتے۔

3) عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَکَثَ بِالْمَدِیْنَةِ تِسْعَ سِنِیْنَ لَمْ یَحُجَّ ثُمَّ اَذَّنَ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ فِی الْعَاشِرَةِ (مشکوۃ شریف ج 224)

ترجمہ: حضرت جابرؓ فرماتے ہے کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ میں دس سال کا عرصہ قیام پذیر رہے اور دسویں سال اللہ تعالیٰ نے حج کا حکم نازل فرمادیا۔

خلاصہ: اگر آپ ﷺ ہر جگہ، ہر وقت حاضر و ناظر تھے تو مدینہ منورہ میں دس سال کی مدت رہنا اور پھر حج پر تشریف لے جانے کا کیا مطلب ہوا؟

4) حضرت کعب ابن مالکؓ جنگ تبوک کے وقت صحابہ کرامؓ کی تعداد میں اضافہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فَمَا رَجُل'' يُرِ يدُ أَنْ يَتَغَيَّبَ اِ لَّا ظَنَّ انَه سَيَخْفَى لَهُ مَا لَمْ يَنْزِ لْ فِيهِ وَحْىُ اللّٰهِ ہ

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث کعب بن مالک وقول الله عزوجل وعلیٰ الثلثه الذینَ خلفوا ج2ص634ط:قدیمی کراچی)

ترجمہ: اگر کوئی آدمی اس نیت سے آپ ﷺ سے چھپنا چاہتا کہ حضور پاک ﷺ کو علم نہ ہوگا تو اُس کا خیال درست ہوتا جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل نہ ہو جاتی۔

5) حضرت عاصم بن ثابت الانصاریؓ نے مکہ مکرمہ میں شہادت سے پہلے یوں دعا مانگی: **اَللّٰهُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ**

(صحیح بخاری کتاب الجہاد باب هل يستاسر الرجل ومن لم يستاسر ومن ركع ركعتين عندالقتل ج1ص427ط:قدیمی کراچی)

ترجمہ: اے اللہ ہماری اس حالت (مکہ والی) کی خبر تو اپنے نبی ﷺ کو (مدینہ منورہ) میں پہنچادے

خلاصہ: اگر آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے تو خبر پہنچادینے کا کیا مطلب ہے؟

6) **قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا قَدْ بَلَّغْنَا رِسَالَةَ رَسُوْلِكَ،فَبَلِّغْهُ الْغَدَاةَمَايُصْنَعُ بِنَا.**

(السيرة النبويه لابن هشام،ذكر يوم الرجيع فى سنة ثلاث،مقتل خبيب و حديث دعوته،ج:2،ص:150،ط:دارالمعرفہ،بیروت لبنان)

ترجمہ: سیدنا خبیبؓ ابن عدی نے شہادت سے پہلے یوں دعا مانگی۔ اے اللہ ہم نے تیرے رسول ﷺ کے احکام کی تبلیغ کردی تو بھی اپنے رسول ﷺ کو ہماری اس حالت کی خبر پہنچادے۔

خلاصہ: اگر آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے تو خبر پہنچادینے کا کیا مطلب ہے؟

7) **عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ثَلاثَةُ مَوَاطِنِ لَاتَرُدَّ فِيْهَا دَعْوَةُ الْعَبْدِ رَجُلٌ**

يَكُوْنُ فِيْ بَرِيَّةٍ حَيْثُ لَايَرَاهُ اَحَدٌ فَيَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ.

(بمعرفه الصحابة لابى نعيم، ج:2،ص:1102،وفى نسخة :298،رقم الاحديث:2792)

ترجمہ: حضرت ربیعہ بن وقاصؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب بندہ تنہا کھڑا ہو اور (نفل) نماز ادا کرے جب اسے اللہ کے سوا کوئی نہ دیکھتا ہو تو اللہ اس کی دعا قبول فرماتے ہیں۔

خلاصہ: تو پتہ چلا کہ اکیلے نمازی آدمی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں ہوتا یہ حدیث پاک بھی آپ ﷺ کے ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کی نفی کر رہی ہے۔

نوٹ: اگر آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے اور ہر کسی کو دیکھ رہے ہوتے تو صحابہ کرامؓ کی یہ تمام باتیں فضول بن جائیگی۔ نعوذ باللّٰہ من ذالک

امت مسلمہ کے جلیل القدر علماء کرام کا عقیدہ و نظریہ

1) فقہ حنفی کے مشہور امام، مفسر قرآن حضرت امام ابوبکر جصاصؒ:

فَاَمَّا الْحَالَتَانِ كَانَ يَجُوْزُ فِيْهِمَا الْاِجْتِهَادُ فِيْ حَيَاتِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ حَالِ غَيْبَتِهِمْ عَنْ حَضْرَتِه

(احکام القرآن، باب فی طاعت اولی الامر تحت آیت سورۃ النساء59، ج3 ص179، ط: داراحیاء التراث، بیروت لبنان)

ترجمہ: آپ ﷺ کی دنیاوی زندگی مبارک میں جب آپ ﷺ موجود نہ ہوتے تو صحابہ کرامؓ کو اجتہاد کرنے (شرعی معاملات میں فتویٰ دینا) کی اجازت تھی۔

2) شارح صحیح بخاری، فقیہ احناف حضرت علامہ امام بدرالدین عینیؒ:

وَقَدْمَاتَ مِنَ الصَّحَابَةِ خَلْقٌ "كَثِيْرٌ" وَهُمْ غَائِبُوْنَ عَنْهُ

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب صفوف علی الجنازہ، ج8 ص22، 119 ط: داراحیاء التراث، بیروت لبنان)

ترجمہ: آپ ﷺ کی دنیاوی زندگی میں کئی صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ سے دور رہ کر وفات پائی جبکہ وہ دینی سفروں پر گئے ہوئے تھے۔

3) فقہ حنفی کے عظیم محدث حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ:

آنحضرت ﷺ اپنی دوسری بیٹی حضرت رقیہؓ کے فوت ہونے کے وقت حاضر نہ تھے۔ کیونکہ جنگ بدر کے سفر پر مدینہ منورہ سے 80 کلومیٹر کی دوری پر تھے (تاریخ مدینہ ترجمہ: جذب القلوب الی دیار المحبوب، ص175 مترجم از مولوی محمد صادق بریلوی)

4) شاہ ولی اللہؒ کے عظیم فرزند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ:

انبیاء مرسلین را لوازم الوھیت از علم غیب وشنیدن فریاد ہر کس در ہر جا وقدرت بر جمیع مقدرات ثابت کنند۔ (تفسیر عزیزی، تفسیر سورۃ البقرہ ج1 ص55)

ترجمہ: انبیاء کرامؑ کیلئے علم غیب، اور ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کی صفات ثابت نہیں کی جاسکتیں کیونکہ یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں۔

یہ عقیدہ ادب نہیں، بے ادبی ہے۔

رضا خانی مفتی احمد یار گجراتی لکھتے ہیں:

1) تاریک راتوں میں تنہائی کے اندر چھپ کر گھر میں جو کام کئے جاتے ہیں نگاہ مصطفیٰ سے وہ بھی پوشیدہ نہیں ہیں۔ استغفر اللہ (جاء الحق وزھق الباطل، المعروف فیصلہ مسائل، ج:1، ص:72، بحث علم غیب، دوسری فصل، ط: نعیمی کتب خانہ گجرات)

رضا خانی مولوی محمد عمر اچھروی لکھتے ہیں:

2) زوجین کے جفت کے وقت بھی آپ ﷺ حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔ استغفر اللہ

(مقیاس حنفیت حصہ حاضر و ناظر، ص282 ط: سوئم، انشاء پریس اردو بازار لاہور)

نوٹ: اب بتایئے کہ کوئی غیرت مند مسلمان یہ برداشت کرسکتا ہے؟ استغفر اللہ

اشکال: بعض بریلوی حلقے اپنی اس شرم ناک بات کا جواب دیتے ہوئے ایک دلیل پیش کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی تو ہر شے کو دیکھ رہے ہیں۔

جواب: جناب من! یہ باتیں آپ کو گستاخی کے عقیدہ سے نہیں بچاسکتیں کیونکہ اللہ تعالیٰ خالق کائنات ہیں

جبکہ ہماری بات مخلوق کے بارے میں ہے۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ کی مثال نہیں دی جا سکتی۔

قرآن کریم میں ہے:

1) فَلَا تَضْرِبُوا لِلّٰهِ الْأَمْثَال (سورۃ النحل آیت 74)

ترجمہ: (مخلوقات کے بارے میں) اللہ تعالیٰ کی مثالیں مت دو۔

انبیاء کرامؑ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اس عقیدہ کو ثابت کرنے کیلئے اگر مثال دینی بھی ہو تو مخلوقات کی مثال پیش کرو کیونکہ خالق اور مخلوقات صفات کے اعتبار سے ایک دوسرے کے برابر نہیں۔

یہ عقیدہ قرآن پاک صاف صاف بتاتا ہے:

2) لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (سورۃ الشوریٰ، آیت: 11)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی طرح کوئی چیز بھی نہیں ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ کی مثالیں دے کر مخلوق کیلئے خدائی صفات ثابت نہیں کی جا سکتی۔

نوٹ: افسوس کا مقام ہے کہ گھٹیا کردار کا انسان بھی یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کے والد محترم دیکھ رہے ہوں اور یہ اپنے گھر والوں کے پاس حقوق ادا کرتا رہے چہ جائیکہ رضا خانی لوگ یہ غلط عقیدہ عام لوگوں میں عشق رسالت ﷺ کے نام پر پھیلا رہے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک

تنبیہ: آقا نامدار ﷺ کے ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ بالکل بے اصل بلکہ شریعت کے مخالف اور مشرکانہ عقیدہ ہے، اسکی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں قرآن کریم میں یہ بات واضح الفاظ میں موجود ہے کہ ہر چیز کو ہر وقت ہر جگہ احاطہ کرنے کی صفت اللہ تعالیٰ کی ہے۔

1) وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا (سورۃ النساء، آیت: 126)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو احاطے میں لیا ہوا ہے۔

2) وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ (سورۃ الانفال، آیت 47)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے سارے اعمال کو احاطے میں لیا ہوا ہے۔

3) أَلا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ (سورۃ حم سجدہ آیت 54)

ترجمہ: اور یاد رکھو کہ وہ ہر چیز کو احاطے میں لیے ہوئے ہے۔

4) وَاللّٰهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (سورۃ المجادلہ آیت 6)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا گواہ ہے۔

5) وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْماً (سورۃ الطلاق آیت 12)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کے علم نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔

قرآن کریم کی یہ آیات بار بار آواز دے کر رضا خانیوں کو تنبیہ کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر ہر وقت حاضر و ناظر، اور تمام کائنات کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ مگر رضا خانی اپنے غلط عقائد سے باز نہیں آرہے اللہ تعالیٰ ہدایت عطاء فرمائے۔

اس عقیدہ کے بے اصل ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ آج تک رضا خانی یہ بات کنفرم نہیں کر پائے کہ آپ ﷺ کب سے حاضر و ناظر ہیں؟ پیدائش سے پہلے؟ یا پیدائش کے بعد؟ اعلان نبوت سے پہلے؟ یا اعلان نبوت کے بعد؟ ہجرت سے پہلے؟ یا ہجرت کے بعد؟ وفات سے پہلے؟ یا وفات کے بعد؟ ہمیں اس عقیدہ کی تاریخ بتائی جائے؟ اور یہ بات بریلوی کبھی بھی نہیں بتاتے کیونکہ اُسی تاریخ کے مطابق قرآن خدا اور فرمان مصطفیٰ ﷺ (قرآن وسنت) سے دلیل پیش کرنے پڑے گی اور وہ دلیل انکے پاس ہے ہی نہیں

چند شبہات اور ان کے تسلی بخش جوابات

شبہ نمبر 1: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کئی آیات میں آپ ﷺ کو گواہ فرمایا ہے کہ قیامت کے دن آپ ﷺ گواہی دیں گے اور گواہ تو حاضر و ناظر ہوتا ہے۔

جواب: بریلوی حضرات کا جھگڑا تو صرف حاضر و ناظر کا نہیں بلکہ ہر جگہ، ہر وقت حاضر و ناظر ہونے کا ہے

اگر صرف حاضر وناظر ہوتو مطلب ہوتا ہے آدمی جہاں موجود ہو وہاں اردگرد سب کچھ دیکھ رہا ہوتا ہے۔
مگر بریلوی لوگ تو آپ ﷺ کے ہر جگہ، ہر وقت حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور گواہ کیلئے ہر جگہ ہر وقت حاضر وناظر ہونا ضروری نہیں ہے۔ گواہی تو سچی خبر سُن کر بھی دی جاسکتی ہے۔
جس طرح قرآن کریم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطاً لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاس (سورۃ البقرہ، آیت:143)

ترجمہ: اور (مسلمانو!) اسی طرح تو ہم نے تم کوایک معتدل امت بنایا ہے تا کہ تم دوسرے لوگوں پر گواہ بنو

غور کریں: قیامت کے دن پوری اُمت مسلمہ باقی تمام اُمتوں پر گواہی دے گی کیونکہ قیامت کے دن باقی اُمتوں کے لوگ اپنے پاس آنے والے انبیاء کرامؑ کے آنے اور انکی دعوت دین اور ان پر شریعت کے نازل ہونے کا انکار کردیں گے تو امت محمد یہ ان لوگوں کے خلاف گواہی دے گی کہ اے اللہ تعالیٰ ہمارے پاس سچے اور آخری رسول حضرت محمد ﷺ تشریف لائے اور اُنہوں نے ہمیں بتایا کہ پہلی اُمتوں کے پاس اُنکے نبیؑ تشریف لاتے تھے مگر یہ لوگ آج جھوٹ بول کر اپنی جان چھڑاوانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ اب دیکھیں ان آیات میں بن دیکھے صرف خبر ملنے کی بنیاد پر پوری اُمت کو گواہ کہا جارہا ہے تو یہ بریلوی لوگ پوری اُمت کو ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر تسلیم کیوں نہیں کرتے ہیں؟

اس پر بریلوی حلقے یوں جواب دیتے ہیں کہ اُمت کی گواہی آپ ﷺ کے خبر دینے کے اور قرآن پاک میں آجانے کی وجہ سے ہوگی تو ہم جواب میں کہتے ہیں کہ جناب پھر گواہ کے لفظ کا ترجمہ ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر سے نہ کریں ورنہ پوری امت کو بھی ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر ماننا پڑے گا حالانکہ آپ ﷺ پر روزانہ اُمت کے اعمال فرشتوں کے ذریعے قبر مبارک میں پیش کئے جاتے ہیں تو آپ ﷺ اس خبر کے پہنچ جانے اور اُمت کے اعمال کا معائنہ کرنے سے کل قیامت کو امت کے حق میں گواہی دیں گے

قرآن کریم میں ہے:

1) یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا. (سورۃ الاحزاب، آیت 45)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! بیشک ہم نے آپ ﷺ کو ایسا بنا کر بھیجا ہے کہ آپ ﷺ گواہی دینے والے، خوشخبری سنانے والے اور خبردار کرنے والے ہیں۔

2) وَجِئْنَابِکَ شَھِیْدًاعَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ ط (سورۃ النحل آیت 89)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر ﷺ) ہم تمہیں ان لوگوں کے خلاف گواہی دینے کیلئے لائیں گے۔

تفسیر: حدیث میں آیا ہے کہ امت کے اعمال ہر روز حضور ﷺ پر پیش کئے جاتے ہیں آپؐ اعمالِ خیر کو دیکھ کر خدا کا شکر اور بداعمالیوں پر مطلع ہو کر نالائقوں کے لئے استغفار فرماتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی ص 366)

3) فقہ حنفی کی مایہ ناز کتاب الھدایہ میں گواہی دینے کا اتفاقی اُصول لکھا ہوا موجود ہے:

اِنَّمَا یَجُوْ زُ لِلشَّا ھِدِ اَنْ یَّشْھَدَ بِالِا شْتِھَادِ وَذٰلِکَ بِالتَّوَاتُرِ اَوْ بِاَ خْبَارِ مَنْ یَّثِقُ بِہٖ

(الھدایہ کتاب الشھادات، ج:3،ص:166، ط: المیزان، اُردو بازار لاہور)

ترجمہ: جب کسی مُعتبر لوگوں سے کوئی خبر معلوم ہو جائے تو اُس خبر کو بطور گواہی آگے بیان کیا جا سکتا ہے۔

نوٹ: معلوم ہوا کہ بن دیکھے گواہی دی جا سکتی ہے، بشرطیکہ بتانے والا معتبر (جس پر اعتبار کیا جا سکے) اور سچا ہو

بریلویوں کی پیش کردہ آیات کا صحیح مطلب:

جب فرشتے آپ ﷺ کے پاس جا کر اعمال پیش کرتے ہیں تو فرشتے جھوٹ نہیں بولتے

قرآن کریم میں ہے: لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَا اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (سورۃ التحریم، آیت:6)

ترجمہ: فرشتے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم ملتا ہے بجا لاتے ہیں۔

اس لئے اُن کی باتوں پر اعتبار فرما کر آپ ﷺ اپنی اُمت کے بارے میں گواہی دیں گے تب ہی آپ ﷺ کو قرآن کریم میں گواہ فرمایا گیا ہے۔

4) ایک دلیل مزید بھی سمجھ لیجئے جب مؤذن آذان دیتا ہے اور جماعت سے نماز پڑھنے کے وقت تکبیر

(اقامت) کہتا ہے آذان اور اقامت دونوں میں یہ کلمات موجود ہیں اَشْھَدُاَنَّ لَّااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ(دوبار) کہ میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ(2بار) کہ میں گواہی دیتا ہوں حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

تو کیا مئوذن اس گواہی دینے کی وجہ سے ہر وقت حاضر وناظر ہوتا ہے؟ کیا بریلوی پوری دنیا کے تمام مئوذنین کو ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر مانتے ہیں؟ نہیں بلکہ یقیناً نہیں تو جس طرح مئوذن تعلیمات نبی ﷺ کو سُن کر یا قرآن وحدیث سے مسائل پڑھ کر صرف علم کی بنیاد پر بن دیکھے گواہی دیتا ہے کیونکہ اُس نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا نہیں ہے تو اسطرح سمجھ لیں کہ آپ ﷺ کو بھی قرآن کریم میں فرشتوں کے ذریعے اُمت کے اعمال پیش ہونے کے سبب گواہ فرمایا گیا ہے۔

ان آیات میں قرآنی لفظ شاہد(گواہ) سے آپ ﷺ کو ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

اہل السنّت والجماعت علماء دیوبند کے علاوہ بریلوی علماء نے اپنی کئی کتابوں میں یہ تسلیم کیا ہے کہ آپ ﷺ پر اُمت کے اعمال پیش ہوتے ہیں جسکی وجہ سے آپ ﷺ امت کے حق میں گواہی دیں گے اور معتبر خبر کی بنیاد پر بن دیکھے گواہی دی جا سکتی ہے۔

1) تفسیر الحسنات ج2 ص278 از مولوی ابوالحسنات قادری
2) تبیان القرآن ج1 ص1006 از مولوی غلام رسول سعیدی
3) تبیان القرآن ج1 ص572 از مولوی غلام رسول سعیدی
4) نجوم الفرقان ج4 ص48 از مولوی عبدالرزاق بھترالوی
5) رسائل ومناظرے ابوالبرکات ص104 از مولوی ابوالبرکات قادری
6) اسلامی عقائد ص230+277 از مولوی شرف قادری

شبہ نمبر2: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَمَآ أَرْسَلْنَاکَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ

ترجمہ: اور ہم نے آپ (نبی کریم ﷺ) کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (سورۃ الانبیاء، آیت:107)

بریلوی مطلب: آپ ﷺ رحمت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر جگہ پر ہے لہذا آپ ﷺ بھی ہر جگہ پر ہیں

جواب: اگر بریلویوں کی یہ بے وقوفی مان لی جائے تو پھر بریلوی اس قرآنی آیت کے بارے میں کیا جواب دیں گے؟ جس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَّالْقَمَرَ نُوْراً

(ترجمہ) کہ اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو روشن بنایا ہے۔ (سورۃ یونس، آیت نمبر:5)

جب سورج اور چاند روشن ہیں تو پھر روشنی ہر جگہ پر ہوتی ہے تو کیا خود سورج اور چاند بھی کائنات کی ہر جگہ پر موجود ہوتے ہیں؟ نہیں بلکہ ہر گز نہیں سورج اور چاند اپنی جگہ سے پوری کائنات میں روشنی پھیلاتے ہیں تو اسی طرح آپ ﷺ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آپ ﷺ بھی ایک مقام میں تشریف فرما ہو کر شریعت کی ہدایت کو پھیلاتے ہیں ہر وقت، ہر جگہ پر خود موجود نہیں ہوتے۔

شبہ نمبر 3: شیطان اور عزرائیل بھی تو ہر جگہ ہوتے ہیں۔

جواب: شیطان اور حضرت عزرائیلؑ بالکل ہر جگہ، ہر وقت حاضر و ناظر نہیں ہیں بلکہ شیطان اپنے کارندوں سے کام لیتا ہے اور شیطان کے کارندے (چھوٹے شیطان) مختلف جگہوں پر جا کر فساد پھیلاتے ہیں۔ شیطان کے بارے میں اصل حقیقت یہ ہے کہ لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے مختلف وسائل اور طریقے اختیار کرتا ہے اس سے بھی ہر وقت ہر جگہ، ہر وقت حاضر ناظر ہونے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اور حضرت عزرائیلؑ بھی ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہیں بلکہ مختلف مقامات پر پہنچ کر لوگوں کی روحوں کو قبض کرتے ہیں ان سے بھی ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کا کوئی تعلق نہیں ہیں۔

شبہ نمبر 4: قرآن کریم میں ہے: **وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللّٰهِ وَفِيكُمْ رَسُولُه** کہ تم لوگ قرآن کریم پڑھتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ بھی تم لوگوں میں موجود ہیں۔ (سورۃ آل عمران، آیت:101)

بریلوی کہتے ہیں کہ غور کرو اس آیت میں فرمایا جا رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تم لوگوں میں موجود ہیں تو پھر ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ثابت ہو گئے۔

جواب: اس آیت کا مطلب یوں ہے کہ آپ ﷺ کی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ایک یہودی کافر شُماس بن قیس نے صحابہ کرامؓ کو آپس میں لڑانے کی ناپاک سازش کی، بس قریب تھا کہ صحابہ کرامؓ آپس میں لڑ پڑتے تو اسی دوران آپ ﷺ تشریف لائے اور صلح کرا دی پس یہودیوں کی سازش دم توڑ گئی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی یہی آیت نازل فرمائی اور صحابہ کرامؓ کو تنبیہ فرمائی کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ میں

موجود ہیں اور وہ آپ لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے ہیں، آپ لوگوں کو اچھی اچھی ہدایات دیتے ہیں لہٰذا آئندہ آپ ﷺ سے پوچھے بغیر کوئی کام مت کرنا کہ کہیں لوگوں کی باتوں میں آ کر غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں اور آپس میں لڑائی نہ کر بیٹھو۔ تفصیل کیلئے مندرجہ ذیل تفاسیر کا مطالعہ کریں۔

(مدارک التنزیل وحقائق التاویل، تفسیر النسفی ص176، ط: دارالمعرفہ بیروت لبنان + حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل، تفسیر الکشاف ص186، ط: دارالمعرفہ بیروت لبنان)

ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا اس آیت کا مطلب ہرگز نہیں ہے اگر اس آیت کا مطلب یہی ہوتا جیسے بریلوی لوگ کہتے ہیں تو آج تک کوئی مفسر، قرآن کریم کی تفسیر میں یہ عقیدہ لکھ دیتا کہ اس آیت کی رو سے آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں مگر یہ عقیدہ کسی نے بھی نہیں لکھا ہے۔

صحیح بخاری کی احادیث سے بریلوی سوال کا زبردست جواب:

1: صحیح بخاری میں ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی کئی روایات موجود ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے کمرے میں تشریف لانے لگے تو دروازہ پر لٹکے ہوئے پردے میں چند تصاویر دیکھ کر رک گئے جب تک وہ تصاویر والا پردہ وہاں سے الگ نہ کیا گیا آپ ﷺ اس وقت تک ام المومنینؓ کے کمرے میں داخل نہ ہوئے۔

(**1**: صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب: اذا قال احدکم آمین، ج:1، ص:458، ط: قدیمی کراچی، **2**: صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب: ھل یرجع اذا رای منکرا فی الدعوہ، ج:2، ص:778، ط: قدیمی کراچی)

(**3**: صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب: من کرہ القعود علی الصور، ج:2، ص:881، ط: قدیمی کراچی، **4**: صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب: من لم یدخل بیتاً فیہ صورۃ، ج:2، ص:881، ط: قدیمی کراچی)

2: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے مگر گھر کے دروازے پر لگے پردے کو دیکھ کر وہیں سے واپس ہو گئے اور گھر میں داخل نہ ہوئے حضرت علیؓ گھر سے باہر تھے تو جب حضرت علیؓ گھر آئے تو حضرت فاطمہؓ نے انکو سارا معاملہ بتایا، حضرت علیؓ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے واپس تشریف لے جانے کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے گھر کے دروازے پر نہایت قیمتی پردہ لگا ہوا تھا، بھلا! ہمیں دنیا کی اس آرائش (دنیاداری) سے کیا غرض؟ تو حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ نے آپ ﷺ کے مشورہ کے مطابق اس پردہ کو وہاں سے اتار کر غریب اور ضرورت مند لوگوں کی ضرورت کو پورا فرمایا۔

(صحیح بخاری، کتاب الھبة و فضلھا والتحریش علیھا، ج:1،ص:356،ط:قدیمی کراچی)

3: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے دیکھا کہ کفار مکہ کی طرف سے بیت اللہ شریف کے اندر تصاویر لگی ہوئی ہیں تو آپ ﷺ بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہونے سے رک گئے اور آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو حکم فرمایا کہ ان تصاویر کو ختم کردو، جب تصاویر مٹا دی گئیں تو پھر آپ ﷺ **اندر داخل ہو گئے۔** (صحیح بخاری، کتاب بدءالخلق، باب:قول اللہ عزوجل واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا، ج:1،ص:413،ط:قدیمی کراچی)

استدلال: آج کل اکثر مقامات پر تصاویر لگی رہتی ہیں تو آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ کیسے حاضر و ناظر ہوتے ہیں؟ نیز ان احادیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہیں ورنہ ام المؤمنینؓ کے کمرے میں داخل ہونے کی کیا ضرورت تھی؟ پھر تو کمرے کے اندر بھی تھے اور کمرے کے باہر بھی، اسی طرح حضرت سیدہ فاطمہؓ کے گھر میں داخل ہونے کی کیا ضرورت تھی؟ پھر تو گھر کے اندر بھی تھے اور گھر کے باہر بھی، اور بالکل اسی طرح بیت اللہ شریف میں داخل ہونے کی کیا ضرورت تھی؟ آپ ﷺ بیت اللہ شریف کے اندر بھی تھے اور بیت اللہ شریف کے باہر بھی، اگر ہر وقت حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ مان لیا جائے تو **نعوذ باللہ** صحابہ کرامؓ کو یہ تمام احادیث مبارکہ بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

شبہ نمبر5: قرآن کریم میں کئی جگہ آپ ﷺ کو "اَلَمْ تَرَ" (کیا آپ ﷺ نے نہیں دیکھا؟) فرمایا گیا ہے

بریلوی مطلب: ثابت ہوا کہ آپ ﷺ ہر چیز کو دیکھ رہے ہیں تو ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ہوئے۔

جواب: بریلوی مطلب غلط بیانی پر مشتمل ہے ان آیات میں کہیں بھی یہ نہیں لکھا ہوا ہے کہ آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں بلکہ ان آیات میں تو صرف اتنی سی بات ہے کہ کیا آپ ﷺ نے نہیں دیکھا؟ اگر اس لفظ کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو ہم کئی اور آیات قرآن کریم سے پیش کردیتے ہیں جن میں پوری اُمت کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہی بات ارشاد فرمائی ہے کہ کیا آپ تمام لوگوں نے نہیں دیکھا؟ تو پھر پوری امت کو ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ماننا پڑے گا۔

i) اَلَمْ تَرَوْا کَیْفَ خَلَقَ اللّٰہُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقاً (سورۃ نوح آیت15)

ترجمہ: کیاتم لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے تہہ بہ تہہ سات آسمانوں کو پیدا فرمایا۔

ii) أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ (سورۃ الانعام آیت 6)

ترجمہ: کیا ان تمام لوگوں نے یہ نہیں دیکھا ہے کہ ان لوگوں سے پہلے ہم کئی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں۔

بریلویوں سے ایک اہم سوال: بریلوی لوگ ان آیات کو پڑھ کر کیا یہ بات کہہ دیں گے کہ پوری اُمت ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ہے کیونکہ ان آیات مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمادی ہے کہ کیا تم سب لوگوں نے نہیں دیکھا؟ مہلت قیامت تک ہے۔

مانا کہ تم حسین ہو پر دل کے سخی نہیں مجھ عاشق کا اک سوال بھی پورا نہ کر سکے

آیت کا صحیح مطلب: ان تمام آیات کا صحیح مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کو فرمایا جا رہا ہے کہ کیا آپ ﷺ نے نہیں دیکھا؟ یعنی آپ ﷺ نے یہ بات نہیں سُنی؟ دیکھا کا لفظ معلوم ہونے کی طرف اور سننے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ عام طور پر ''دیکھا'' کا لفظ معلوم ہونے اور سنے جانے پر بولا جاتا ہے جس طرح بطور محاورہ یہ کہا جاتا ہے کہ کیا تم لوگوں نے یہ نہیں دیکھا تھا؟ یعنی ان لوگوں کے بارے میں تم نے سنا ہوا نہیں تھا؟ اہل السنّت والجماعت علماء دیوبند کے علاوہ یہ بات رضا خانی علماء کو بھی قابل قبول ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے (نجوم الفرقان ج6 ص30-28، مولف عبدالرزاق بھرتالوی + تبیان القرآن ج1 ص873,874 ط: فرید بک اسٹال لاہور)

شبہ نمبر6: قرآن کریم میں ہے **النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ** (سورۃ الاحزاب، آیت 6)

ترجمہ: کہ آپ ﷺ اہل اسلام کے لئے قریب تر ہیں۔

بریلوی مطلب: قریب تر یعنی جو زیادہ قریب ہو وہ نظر نہیں آتا لہٰذا آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں مگر ہر کسی کو نظر نہیں آسکتے۔

جواب: اس آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ مسلمانوں کے بہت زیادہ قریبی ہیں یعنی اہل اسلام کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ پیارے ہیں جس طرح عام طور پر یہ بات ہمارے معاشرے میں کہی جاتی ہے کہ فلاں آدمی تو ہمارا بہت قریبی ہے، فلاں آدمی سے ہمارا بہت قُرب ہے اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ آدمی ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور جسم کے بہت زیادہ قریب ہے اسی لیے نظر نہیں آتا بلکہ اس کا صحیح اور حقیقی مطلب یہ ہوتا ہے کہ فلاں آدمی سے ہمارا تعلق بہت زیادہ مضبوط ہے اس طرح اس آیت میں بھی فرمایا گیا ہے کہ آپ ﷺ سے مسلمانوں کا ایمانی تعلق بہت زیادہ مضبوط ہے اس آیت کا

ہر جگہ، ہر وقت حاضر وناظر ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

شبہ نمبر 7: حدیث پاک میں آتا ہے کہ قبر میں جانے کے بعد فرشتے قبر والے سے پوچھتے ہیں **مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُل** کہ تم اس شخص (آپ ﷺ) کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

بریلوی مطلب: اس جملے میں **هٰذَا الرَّجُل** کا لفظ جس کا ترجمہ ہوتا ہے''یہ'' آدمی یہ لفظ بتا رہا ہے کہ آپ ﷺ ہر قبر میں مردہ سے فرشتوں کے سوالات کے وقت خود تشریف لے آتے ہیں کیونکہ **هٰذَا** کا معنیٰ ہوتا ہے''یہ''اور قریب والے آدمی کی طرف اشارہ کرنے کیلئے یہ کا لفظ بولا جاتا ہے

جواب: سبحان اللہ، یہ سوال کرنے سے پہلے بریلویوں کو سوچنا چاہیے کہ یہ حدیث پاک تو انکے عقیدہ کے خلاف ایک تلوار ہے کیونکہ جب بریلوی لوگوں کے مطابق آپ ﷺ قبر میں خود تشریف لے آتے ہیں تو پھر ہر وقت، ہر جگہ، حاضر وناظر ہونے والے بریلوی عقیدہ کی تو تباہی ہوگئی؟ جو ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر ہوتا ہے وہ کیسے مردہ کے پاس قبر میں سوالات اور جوابات کے وقت آتا اور جاتا ہے؟

حدیث پاک کا صحیح مطلب: اس حدیث پاک میں صرف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کو **هٰذَا الرَّجُل** فرمایا گیا ہے جسکا مطلب ہوتا ہے یہ''آدمی''تو اس لفظ سے آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ثابت نہیں ہوتے کیونکہ عام دنیا کے قبرستانوں میں انسانی قبر اور مدینہ منورہ میں موجود روضۂ رسول کے درمیانی پردہ کو ہٹا کر یعنی آپ ﷺ کا چہرۂ انور دکھا کر قبر والے سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ بتاؤ اس آدمی کہ بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے؟

اور یہ بات کہ''هٰذَا'' کا لفظ صرف قریب والے کیلئے ہی بولا جاتا ہے دھوکہ بازی ہے کیونکہ قرآن کریم کی آیات اور احادیث مبارکہ میں''هٰذَا'' کا لفظ دور والوں کیلئے بھی استعمال ہوا ہے۔

i) فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى كَوْكَباً قَالَ هَـذَا رَبِّيْ، فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغاً قَالَ هَـذَا رَبِّيْ ،فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَـذَا رَبِّي (سورۃ الانعام، آیت:76 تا78)

ترجمہ: جب ان (حضرت ابراہیمؑ) پر رات چھائی تو انہوں نے ایک ستارے کو دیکھا تو (سوال کے انداز میں لوگوں کو سمجھانے اور شرک سے بچانے کیلئے یوں) کہنے لگے یہ میرا رب ہے؟ اور جب چاند کو چمکتے دیکھا تو (سوال کے انداز میں لوگوں کو سمجھانے اور شرک سے بچانے کیلئے یوں) کہنے لگے یہ میرا رب ہے؟ اور پھر جب انہوں نے سورج کو چمکتے دیکھا تو (سوال کے انداز میں لوگوں کو سمجھانے اور شرک سے

بچانے کیلئے یوں) کہنے لگے یہ میرا رب ہے؟

حضرت ابراہیمؑ نے چاند، سورج اور ستاروں کیلئے بھی جو کہ آسمانوں پر موجود ہیں ''ھٰذَا'' کا لفظ ارشاد فرمایا تھا۔ تو کیا بریلویوں کے نزدیک سورج، چاند اور ستارے بھی قریب ہیں؟

ii) حدیث پاک میں ہے حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیلؑ انسانی شکل میں تشریف لائے جن کو صحابہ کرامؓ پہچان نہ سکے انکے چلے جانے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا ''ھٰذَا جِبْرَائِیْلُ'' کہ یہ جبرائیلؑ تھے (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب: قوله ان الله عنده علم الساعة ج2، ص704، ط: قدیمی کراچی)

اس حدیث میں حضرت جبرائیلؑ کے چلے جانے کے بعد آپ ﷺ نے ''ھٰذَا'' کا لفظ ارشاد فرمایا ہے۔

ان دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ ''ھٰذَا'' کا لفظ صرف قریب والے کیلئے نہیں بولا جاتا بلکہ چیز اگرچہ دور ہی کیوں نہ ہو درمیان سے پردے ختم کردئے جائیں یا وہ چیزیں جن کا تصور اور نقشہ ذہن میں موجود ہو تو اسکی بات کرتے وقت لفظ ''ھٰذَا''، بول دیا جاتا ہے۔ قبر میں فرشتوں کے اس لفظ ''ھٰذَا'' کے بولنے سے آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہوجاتے۔

حدیث پاک سے بریلوی شبہ کا جواب:

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ ایک صحابیؓ کی قبر سے گزرے تو ہم سے پوچھنے لگے یہ کب دفن ہوا ہے؟ ہم نے عرض کیا کل رات کو، تو فرمایا تم لوگوں نے اسکی وفات کا مجھے کیوں نہیں بتایا؟ ہم نے عرض کیا کہ رات بہت دیر سے اس کی وفات ہوئی تو ہم نے آپ کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا اور اسے راتوں رات ہی (جنازہ پڑھ کر) دفنا دیا تو آپ ﷺ نے اس قبر والے مسلمان کیلئے دعا فرمائی (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الجنائز، الفصل الاول، باب: المشی با لجنازة والصلوٰة علیھا، ج:1، ص:145، ط: المیزان اردو بازار لاہور)

نوٹ: اگر آپ ﷺ خود ہر قبر میں تشریف لے جاتے جیسے بریلویوں کا خیال ہے تو پھر صبح میں، رات کے وقت قبر میں دفن ہونے والے صحابی کی قبر پر کھڑے ہو کر اپنے صحابہ کرامؓ سے یوں کیوں پوچھ رہے تھے کہ یہ کب فوت ہوا؟ اس کو کب دفن کیا؟ اسکی قبر کب بنی؟ اگر ہر قبر میں آپ ﷺ خود تشریف لے جاتے ہیں تو پھر آپ ﷺ کو معلوم ہونا چاہیے تھا کہ رات ہی کو تو دفن ہوا ہے۔

شبہ نمبر 8: نمازی جب التحیات پڑھتا ہے تو اس میں آپ ﷺ کو مخاطب کرتا ہے **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ** کہ اے نبی پاک ﷺ آپ پر سلامتی ہو۔

بریلوی مطلب: آپ ﷺ اگر ہر جگہ، ہر وقت حاضر و ناظر نہ ہوتے تو نماز میں مخاطب کرنے کی ضرورت کیا تھی؟

جواب: نمازی التحیات میں آپ ﷺ کو خطاب نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی بات (جو آپ ﷺ سے معراج کے موقع پر ہوئی) کو اپنی زبان سے بیان کرتا ہے اسکا مطلب یہ نہیں کہ ہر نمازی اپنی نماز میں آپ ﷺ کو مخاطب کر رہا ہے بلکہ اسکی مثال یوں سمجھو جیسے کوئی آدمی خط کے شروع میں کسی دوست کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ لکھتا ہے تو اس لکھائی کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ خط لکھنے والا اپنے دوست کو ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر جان کر خط کے شروع میں سلام لکھتا ہے بلکہ اسکا صحیح مطلب یہ ہے کہ یہ خط جب دوست کو ملے گا تو وہ اس خط میں لکھے گئے سلام کا جواب دے گا اسی طرح نمازی اپنی نماز میں اللہ تعالیٰ کی معراج والی بات ''اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ اَیُّھَا النَّبی'' کو اپنی زبان سے ادا کرتا ہے کہ جب یہ سلام فرشتے آپ کے دربار میں پہنچا دیں گے تو آپ ﷺ جواب عنایت فرمائیں گے، کیونکہ حدیث پاک کی صحیح روایات اس عقیدہ کو ثابت کرتی ہیں کہ جو آدمی آپ ﷺ سے دور رہ کر آپ ﷺ کو سلام بھیجتا ہے تو وہ سلام فرشتے آپ تک پہنچا دیتے ہیں اور مدینہ منورہ میں قبر مبارک کے قریب پڑھا جانے والا سلام آپ ﷺ خود سنتے ہیں:

1) عَنۡ اَبِی ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ :قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ مَنۡ صَلّٰی عَلَیَّ عِنۡدَقَبۡرِی سَمِعۡتُہ وَمَن صَلّٰی عَلَیَّ مِنۡ بَعِیۡدٍ اُعۡلِمۡتُہ.

(جلاء الافہام فی فضل الصلاۃ والسلام علیٰ محمد خیر الانام، لابن القیمؒ، باب: ماجاء فی الصلاۃ علیٰ رسول اللہ ﷺ، الفصل الاول، فیمن روی احادیث الصلاۃ علی النبی ﷺ عنہ، ص92، ط: دار ابن الجوزی للنشر والتوضیع، الدمام سعودی عرب)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جس نے میری قبر کے پاس درود پڑھا اُس کو میں خود سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دور سے درود پڑھا تو وہ مجھے بتلایا جاتا ہے۔

وہ محدثین کرام جنہوں نے اس حدیث کو صحیح بتلایا اور اس سے عقیدہ حیات النبی ﷺ کو ثابت فرمایا۔ چند کے اسماء گرامی با حوالہ درج ذیل ہیں:

1) امام ابوبکر البیہقیؒ (جز حیات الانبیاء ص6)، 2) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (فتح الباری ج6 ص356)، 3) علامہ شمس الدین السخاویؒ (القول البدیع ص116)، 4) حضرت ملا علی قاریؒ (مرقاۃ ج2 ص10)، 5) امام ابوالحسن علی بن محمد الکنانیؒ (تنزیہ الشریعۃ ص335)، 6) علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (فتح الملہم ج1 ص330)، 7) مولانا اشرف علی تھانویؒ (نشر الطیب ص268)، 8) مولانا ادریس کاندھلویؒ (سیرت المصطفیٰ ج3 ص174)، 9) مفتی محمد شفیع عثمانیؒ (جواہر الفقہ ج1 ص517 طبع جدید)، 10) شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ (فضائل درود ص19)

2) عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَؓ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَامِنۡ اَحُدٍیُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّارَدَّاللّٰہُ عَلٰی رُوۡحِیۡ حَتّٰی اَرُدَّعَلَیۡہِ السَّلَامَ. (سنن ابوداؤد کتاب المناسک باب زیارت القبور ج1 ص279۔ مسند احمد ج2 ص527)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جیسے ہی کوئی شخص مجھ پر سلام کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری توجہ لوٹا دیتے ہیں اور میں اس کے سلام کا جواب دے دیتا ہوں۔

وہ محدثین کرام جنہوں نے اس حدیث کو صحیح بتلایا اور اس سے عقیدہ حیات النبی ﷺ کو ثابت فرمایا۔ چند کے اسماء گرامی با حوالہ درج ذیل ہیں:

1) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (فتح الباری پ 3 ص 279)، 2) علامہ زرقانیؒ (زرقانی شرح المواہب ج 8 ص 308)، 3) امام نوویؒ (کتاب الاذکار ص 106)، 4) حافظ ابن کثیرؒ (تفسیر ابن کثیر ج 3 ص 514)، 5) علامہ محمد الخانجی البوسنویؒ (ہامش حیات الانبیاء للبیہقیؒ ص 6)، 6) علامہ عزیزیؒ (السراج المنیر ج 3 ص 279)، 7) امام ابن تیمیہؒ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج 4 ص 361)، 8) علامہ سمہودیؒ (وفاء الوفاج 2 ص 403)، 9) علامہ انور شاہ کشمیریؒ (عقیدۃ الاسلام ص 52)، 10) علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (فتح الملہم ج 1 ص 330)

3) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلّٰهِ مَلآئِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِى الْاَرْضِ يُبَلِّغُوْنِىْ مِنْ اُمَّتِى السَّلَامَ. (سنن نسائی کتاب السہو باب التسلیم علی النبی ﷺ، ج:1، ص:189، مسند احمد، ج:1، ص:44)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو زمین میں گھومتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

وہ محدثین کرام جنہوں نے اس حدیث کو صحیح بتلایا اور اس سے عقیدہ حیات النبی ﷺ کو ثابت فرمایا۔ چند کے اسماء گرامی با حوالہ درج ذیل ہیں:

1) امام حاکمؒ (مستدرک ج 2 ص 421)، 2) علامہ ذہبیؒ (مستدرک ج 2 ص 421)، 3) علامہ ہیثمیؒ (مجمع الزوائد ج 9 ص 24)، 4) علامہ بزار (مجمع الزوائد ج 9 ص 24)، 5) علامہ ابن عبد الہادیؒ (السارم المنکی ص 168)، 6) علامہ عزیزیؒ (السراج المنیر ج 1 ص 518)، 7) علامہ سیوطیؒ (الخصائص الکبری ج 2 ص 491)، 8) علامہ سخاویؒ (القول البدیع ص 115)، 9) علامہ سمہودیؒ (وفاء الوفاج 2 ص 404)، 10) شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (فتویٰ عزیزیہ ج 2 ص 69)

4) عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِنْ اَفْضَلَ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَىَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَىَّ قَالَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْاَرَمْتَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ بَلِيْتَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَالْاَنْبِيَاءَ. (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب: تفریع ابواب الجمعۃ، ج 1 ص 150۔ سنن نسائی ج 1 ص 154)

ترجمہ: حضرت اوس بن اوسؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ جمعہ کا دن تمام دنوں سے افضل ہے اسی دن حضرت آدمؑ پیدا ہوئے اور اسی دن فوت ہوئے۔ اسی دن قیامت کا پہلا صور اور پھر اسی دن آخری صور پھونکا جائے گا۔ تو تم میرے اوپر زیادہ درود شریف پڑھا کرو بیشک تمہارا درود مجھ پہ پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا آپ کے فوت ہونے کے بعد ہمارا درود آپ ﷺ پر کیسے پیش ہوگا حالانکہ آپ ﷺ تو مٹی مٹی ہو چکے ہوں گے۔ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر پابندی لگادی ہے کہ وہ نبی کے جسم کو کھا سکے۔ (یعنی زمین ان کو نہیں کھا سکتی)۔

نوٹ:۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ درود شریف آپ ﷺ کے جسم مبارک پر پیش ہوتا ہے اور یہ نبی ﷺ کے زندہ ہونے کی دلیل ہے کہ زندہ ہیں تبھی تو درود شریف پیش ہوتا ہے۔

وہ محدثین کرام جنہوں نے اس حدیث کو صحیح بتلایا اور اس سے عقیدہ حیات النبی ﷺ کو ثابت فرمایا۔ چند کے اسماء گرامی با حوالہ درج ذیل ہیں:

1) علامہ بدرالدین عینیؒ (عمدۃ القاری ج 6 ص 69)، 2) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (فتح الباری پ 26 ص 58)، 3) علامہ ابن عبدالہادیؒ (الصارم المنکی ص 174)، 4) امام نوویؒ (کتاب الاذکار ص 106)، 5) حافظ ابن کثیرؒ (تفسیر ابن کثیر ج 3 ص 514)، 6) علامہ منذریؒ (القول البدیع ص 119)، 7) حافظ ابن القیم (جلاء الافہام ص 36)، 8) امام حاکمؒ (مستدرک ج 4 ص 560)، 9) علامہ شمس الدین ذہبیؒ (مستدرک ج 4 ص 560)، 10) علامہ انور شاہ کشمیریؒ (خزائن الاسرار ص 19)

5) عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَىَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهُ

مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلاَئِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ وَبَعْدَ الْمَوْتِ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُّرْزَقُ. (سنن ابن ماجہ ص118 کتاب الجنائز باب ذکر وفاته ودفنه ﷺ)

ترجمہ: حضرت ابودرداؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن میرے اوپر زیادہ درود شریف پڑھا کرو کیونکہ یہ فرشتوں کی حاضری کا دن ہے تم میں جو آدمی بھی درود شریف پڑھے گا جیسے ہی پڑھنے سے فارغ ہوگا تو اس کا درود مجھ تک پہنچا دیا جائے گا۔(حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں) میں نے پوچھا کیا موت کے بعد بھی درود پہنچے گا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں موت کے بعد بھی درود پہنچے گا کیونکہ اللہ پاک نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ نبی کے جسم کو کھائے اسی لئے اللہ کا نبی زندہ ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق دیا جاتا ہے۔

وہ محدثین کرام جنہوں نے اس حدیث کو صحیح بتلایا اور اس سے عقیدہ حیات النبی ﷺ کو ثابت فرمایا۔ چند کے اسماء گرامی باحوالہ درج ذیل ہیں:

1) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (تہذیب التہذیب ج3 ص398)، 2) علامہ زرقانیؒ (شرح المواہب ج5 ص336)، 3) ملاعلی قاریؒ (مرقاۃ ج2 ص112)، 4) علامہ الدمیریؒ (شرح المواہب ج5 ص336)، 5) علامہ منذریؒ (ترجمان السنۃ ج3 ص297)، 6) علامہ عزیزیؒ (السراج المنیر ج1 ص290)، 7) علامہ مناویؒ (فیض القدیر ج2 ص87)، 8) علامہ سمہودیؒ (خلاصۃ الوفاء ص48)، 9) علامہ قاضی شوکانیؒ (نیل الاوطار ج3 ص264)، 10) مولانا شمس الحق عظیم آبادی (عون المعبود ج1 ص405)

شبہ نمبر 9: صحیح مسلم کی حدیث پاک میں آتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْاَرْضَ حَتّٰى رَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا کہ اللہ تعالیٰ نے سفر معراج کے موقع پر میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا اور میں نے زمین کے مشرق ومغرب کو دیکھ لیا۔ (عن ثوبان، صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ھلاک ھذہ الامہ، ج:2، ص:390، ط: قدیمی کراچی)

بریلوی مطلب: تو اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ پوری زمین کو دیکھ رہے ہیں۔

جواب نمبر 1: اس حدیث پاک کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پوری زمین کو سمیٹ کر آپ ﷺ کو سب زمین کی سیر کرادی، بے شک یہ ہمارے پیارے آقا ﷺ کی شان ہے اور آپ ﷺ کا مرتبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کیلئے تمام روئے زمین کو سمیٹ دیا مگر اس حدیث پاک سے کہیں نہیں ثابت ہوتا کہ آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر ہیں، بھلا بتایئے کسی چیز کو صرف دیکھ لینے سے وہاں پر موجود ہونا کیسے ثابت ہوتا ہے؟ اگر آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر تھے تو پھر زمین کو سمیٹ کر آپ ﷺ کو سیر کیوں کرائی گئی؟ سیر کرانا، کسی چیز کو دکھا دینا تو تبھی ہوسکتا ہے جب وہ بندہ وہاں موجود نہ ہو، جب ہر جگہ موجود تھے تو سیر کرانے کا کیا مطلب ہوا؟

جواب نمبر 2: یہ تو معراج کے سفر کی بات ہے اور بریلوی لوگ آپ ﷺ کیلئے ہر وقت، ہر جگہ حاضر و

ناظر ہونے کا دعویٰ تو شروع دن سے کرتے ہیں، جبکہ معراج کا سفر آپ ﷺ کی پیدائش سے 50 سال بعد اور اعلان نبوت سے 10 سال بعد کا ہے، اس لئے یہ حدیث پاک بریلویوں کے دعویٰ کی دلیل نہیں بن سکتی اگر اس حدیث پاک کو بطور دلیل پیش کرو گے تو ماننا پڑے گا کہ اس واقعہ سے پہلے آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں تھے اور پہلے سے حاضر و ناظر نہ ماننے پر بریلویوں کا دعویٰ ٹوٹ جائے گا اور اگر اس سے پہلے آپ ﷺ کو ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر مانتے ہو تو پھر یہ حدیث پاک تمہاری دلیل نہیں بن سکتی۔

جواب نمبر 3: اس واقعہ کے 3 سال بعد آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی ہے جسمیں حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ تھے اور اگر آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر اس واقعہ سے (زمین کے سمیٹ جانے سے) ہو گئے تھے تو پھر ہجرت کرنے کا کیا مطلب؟ کیونکہ ہجرت تو تب ہوئی جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ تشریف لائے اور اگر آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر تھے تو پھر ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ کیسے تشریف لے گئے؟

شبہ نمبر 10: کلمہ طیبہ سے بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰه** (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں)

بریلوی مطلب: اس کلمہ طیبہ میں 2 باتیں ایسی ہیں جن سے آپ ﷺ کا ہر وقت، ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ 1) کلمہ طیبہ میں ایک الوہیت کی بات ہے دوسری رسالت کی، الوہیت (خدا ہونا) رسالت (رسول ہونا) یہ دونوں عہدے ہیں، تو جہاں پر عہدہ ہوگا وہ عہدہ دار بھی ہوگا، جیسے خدا کی خدائی ہر جگہ ہے اسطرح رسول پاک ﷺ کی رسالت تمام کائنات کیلیئے ہے اسطرح آپ ﷺ بھی تمام کائنات میں موجود ہیں۔ 2) اس کلمہ کے دوسرے لفظ ''**مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰه**'' کا ترجمہ ہے کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، جبکہ ''ہیں'' کہا گیا ہے تو پھر ہر جگہ موجود ہیں۔

جواب: جناب یہ تمام باتیں ''قیاس فاسد'' (قرآن وسنت نہیں بلکہ عقلی باتیں) ہیں اور صرف عقلی باتوں سے عقائد ثابت نہیں ہوتے بلکہ عقائد کے ثبوت کیلیئے قرآن وسنت اور اجماع (ماہرین شریعت کا اتفاقی فیصلہ) سے دلائل پیش ہوتے ہیں، جبکہ اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں ہے یوں ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ صدارت اور وزارت یہ دونوں عہدے ہیں ''صدر'' اور ''وزیر'' ہونا عہدہ داری ہے تو کیا جب بندہ

پورے ملک کا صدر ہوگا تو پھر پورے ملک میں اسکی صدارت مانی جائے گی جبکہ خود صدر پورے ملک میں نہیں بلکہ اپنے مقام پر ہوگا اوراسطرح وزیر ہے کہ جبکہ وزارت مل جائے تو کیا یہ وزیر ہر وقت، ہر جگہ پورے صوبہ میں خود موجود ہوگا؟ تو اسطرح رسالت والا معاملہ ہے کہ جہاں جہاں اسکی رسالت ہوگی ضروری نہیں کہ وہاں رسول بھی خود موجود ہو بلکہ رسول اللہ ﷺ ایک جگہ پر موجود رہیں گے اور یہ بات آپ ﷺ سے کئی بار ثابت ہے مثلاً آپ ﷺ جب مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جاتے تو اپنے پیچھے کسی صحابیؓ کو اپنا نائب بنا کر چھوڑ جاتے اگر ہر جگہ موجود ہوتے تو پھر نائب بنانے کی ضرورت کیونکر پیش آئی تھی؟ اور ایک بات مزید یہ ہے کہ اس تمام صورت حال میں آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مثال دے کر پیش کیا گیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ خالق کائنات ہیں اور محبوب دوعالم ﷺ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں ،خالق کے بارے میں مخلوق کی مثال دینے سے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے:

فَلاَ تَضْرِبُوا لِلّٰهِ الْأَمْثَال (سورۃ النحل،آیت:74)

ترجمہ: (مخلوقات کے بارے میں) اللہ تعالیٰ کی مثالیں مت دو۔

اور باقی رہی بات ''ہیں'' والی تو اسکا بہت آسان سا جواب ہے کہ لفظ ''ہیں'' کے بولنے سے اُس بندہ کا ہر جگہ، ہر وقت حاضر وناظر ہونا تو ثابت نہیں ہوتا، اگر کوئی بندہ ملک سے باہر ہو تو اس کے بیٹے سے کوئی آدمی اسکے والد صاحب کا نام لے کر یوں پوچھے کہ بیٹا وہ آپ کے کیا لگتے ہیں؟ تو ظاہری بات ہے کہ بچہ جواب میں کہے گا کہ وہ تو میرے ابو ہیں، اب بتاؤ بچے نے ''ابو ہیں'' کا لفظ بولا ہے تو کیا اس کا مطلب یہی بنے گا کہ اس بچہ کا ابو ہر جگہ، ہر وقت حاضر وناظر ہوگیا ہے؟

سادہ لوگو! یہ تو ایک اُردو زبان کا لفظ ہے کیا اُردو کے الفاظ سے بھی عقائد ثابت ہوتے ہیں واہ رے واہ

بطور خلاصہ: قرآن کریم سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 46 میں آپ ﷺ کو ایک چراغ سے مثال دی گئی ہے تو چراغ ایک جگہ رہ کر سب جگہ کو روشنی دیتا ہے اسی طرح آپ ﷺ بھی مدینہ منورہ میں ہیں، نبوت اور رسالت کا فیض پوری کائنات کو مل رہا ہے۔ اور بریلوی طبقہ کے شبہات سے آپ ﷺ کو ہر وقت، ہر جگہ حاضر وناظر ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے